شرح چندہ
ششماہی ۴ روپے
ممالک غیر ۱۵ روپے
فی پرچہ ۲۰ نئے پیسے
ایڈیٹر
محمد حفیظ بقاپوری
نائب ایڈیٹر
خورشید احمد انور

۱۷ رجب المرجب ۱۳۸۸ھ — ۱۰ اخاء ۱۳۴۷ ہش — ۱۰ اکتوبر ۱۹۶۸ء

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۸ اخاء - سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ ۳ اخاء کی رپورٹ مظہر ہے کہ حضور انور کو کسی قدر ضعف کی تکلیف ہے۔ احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور ایدہ اللہ کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے آمین۔

قادیان ۸ اخاء - محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمدللہ۔

قادیان ۸ اخاء - مقامی طور پر مورخہ ۲ اخاء سے ۸ اخاء تک پورے اہتمام کے ساتھ ہفتہ تحریکِ جدید منایا گیا۔ اس سلسلہ میں بتاریخ ۶ اخاء مسجد اقصیٰ میں جلسہ منعقد ہوا۔ جس کی مفصل روئداد آئندہ اشاعت میں ملاحظہ فرمائی جائے۔

سرینگر میں جماعتِ احمدیہ کا تبلیغی و تربیتی جلسہ

از الحاج مولانا بشیر احمد صاحب فاضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ

امسال جماعت احمدیہ سرینگر نے تبلیغی وفد کے دورانِ قیام مورخہ ۸ ستمبر ۱۹۶۸ء کو ایک پبلک جلسے کا انعقاد کیا۔ اگرچہ محترم پراونشل امیر صاحب اور جماعت احمدیہ سرینگر کے احباب کی خواہش تھی کہ اِس جلسے کو صوبائی رنگ دیا جائے۔ لیکن بعض مجبوریوں اور موانعات کی وجہ سے صوبائی جلسے کا انعقاد یہاں نہ ہو سکا۔

جلسے کی تشہیر اور پروپیگنڈا کیلئے پوسٹرز اور ہینڈ بل کثیر تعداد میں شائع کئے گئے۔ جو شہر کے مختلف علاقہ جات میں چسپاں کئے گئے۔ اور تقسیم کئے گئے اور بذریعہ لاؤڈ سپیکر سارے شہر میں منادی بھی کرائی گئی۔

اگرچہ بعض مقامی حالات کی وجہ سے جلسے سے ایک دو روز قبل شہر کی فضا مسموم سی ہو رہی تھی تاہم احباب کی کوشش اور مقامی افسرانِ حکومت کے تعاون سے یہ جلسہ بفضلہٖ تعالیٰ کامیاب رہا۔

مورخہ ۸ ستمبر بروز اتوار گیارہ بجے اجلاس کی کارروائی مکرم مولوی عبدالحق صاحب فضل کی زیرِ صدارت شروع ہوئی۔ مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم نے قرآنِ پاک کی تلاوت فرمائی۔ مکرم بابو محمد یوسف صاحب آف جموں نے ایک نعتیہ کلام پیش کیا۔ مکرم جناب حکیم محمد دین صاحب نائب امیر وفد نے سیدنا حضرت رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ پاک پر ایک ایمان افروز تقریر فرمائی۔ آپ نے حضورؐ کے متعدد واقعات کی روشنی میں حضورؐ کے اخلاقِ فاضلہ کو پیش کیا اور حاضرین کو انہی اخلاقِ فاضلہ پر گامزن ہونے کی تلقین کی۔ اس تقریر کے بعد مکرم محمد رفیق صاحب نے ایک نظم پڑھی اور ازاں بعد مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم نے "موجودہ زمانہ کے متعلق قرآن مجید اور آنحضرت صلعم کی پیشگوئیوں" کے عنوان پر تقریر کی۔ قرآن مجید کی سورہ تکویر کی متعدد پیشگوئیوں کی وضاحت کرتے ہوئے بتایا کہ یہ جملہ پیشگوئیاں ہمارے سامنے پوری ہو رہی ہیں۔ اور ان پیشگوئیوں کا نقطۂ مرکزی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان فرمودہ ارشادات کی بناء پر حضرت مسیح موعودؑ و مہدیٔ معہود کا ظہور ہے۔ چنانچہ وہ وجود بھی ظاہر ہو چکا ہے۔ اس لئے مسلمانوں کے لئے بالخصوص لمحۂ فکر ہے کہ وہ اِن پیشگوئیوں پر غور کریں اور آنے والے اِمام کو بھی پہچاننے کی کوشش کریں۔

صدارتی تقریر کے بعد پہلے اجلاس کی کارروائی اختتام پذیر ہوئی۔

ڈیڑھ گھنٹے کا وقفہ دُوسرے اِجلاس کے لئے رکھا گیا۔ اس وقفہ میں باہر سے آنے والے مہمانوں کی چائے سے تواضع کی گئی۔ اور ظہر و عصر کی نمازیں ادا کی گئیں۔

دُوسرا اجلاس

ٹھیک تین بجے دن مکرم حکیم محمد دین صاحب کی زیرِ صدارت دُوسرے اجلاس کی کارروائی شروع ہوئی۔ مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم نے قرآنِ پاک کی تلاوت کی۔ مکرم ارشاد صاحب اور ناظر صاحب آف یاڑی پورہ کی نظموں کے بعد مکرم مولوی عبدالحق صاحب نے جماعتِ احمدیہ کی اشاعتِ اسلام کے سلسلہ میں تبلیغی مساعی کے عنوان پر تقریر کی۔ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت سے قبل کی حالت پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا کہ کس طرح عیسائی منّاد مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ پر عیسائیت کے غلبہ کے خواب دیکھ رہے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت نے اُن کے جملہ عزائم کو خاک میں ملا دیا۔ اور وفاتِ مسیحؑ کے ایک ہی حربہ نے عیسائیت کے تار و پود کو بکھیر کر رکھ دیا۔ اور آج جماعتِ احمدیہ کامیابی کے ساتھ تثلیث کے دل میں تبلیغی جہاد میں مصروف ہے۔ اور اس کے بالمقابل عیسائیت مرعوب، ناکام اور پسپا ہو رہی ہے۔

فاضل مقرر نے بتایا کہ جماعتِ احمدیہ اس زمانے میں وہ جماعت ہے جو ایک واجب الاطاعت امام کی زیرِ قیادت نشاناتِ ساطعہ اور براہینِ قاطعہ کے ساتھ زمین کے کناروں تک تبلیغِ اسلام کا فریضہ ادا کر رہی ہے۔ آپ نے بالتفصیل ان مشنوں کا بھی ذِکر کیا جو بیرونی ممالک میں جماعت کی طرف سے قائم ہو چکے ہیں۔

اِس تقریر کے بعد مکرم محمد رفیق صاحب نے ایک نظم پڑھی۔ اور ازاں بعد خاکسار کی تقریر کمیونزم اور اسلام نیز فضائلِ اسلام کے موضوع پر شروع ہوئی۔ خاکسار نے یاجوج اور ماجوج کے کارناموں کی وضاحت کرتے ہوئے بتایا کہ کمیونزم اور کیپٹلزم دو افراط و تفریط کی راہیں ہیں جو دورِ حاضر میں یاجوج اور ماجوج نے اختیار کی ہیں۔ اور قرآن کریم اور احادیثِ نبوی میں ان کا پہلے سے ذکر موجود ہے۔

کمیونزم کے اُس حملے کا جو مذہب اور خدا کے وجود پر اس نے کیا ہے رَد کرتے ہوئے متعدد عقلی و نقلی دلائل سے خدا تعالیٰ کے وجود پر روشنی ڈالی۔ اسی ضمن میں روس کے پہلے سپوتنک کے آسمان پر جانے کے موقع پر خروشچیف نے اللہ تعالیٰ کی ذات کے متعلق انکار کا جو اعلان کیا تھا اس کی وضاحت کرتے ہوئے بتایا کہ یہ اعلانِ انکار اس اعلان سے کچھ مختلف نہ تھا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ پر فرعون نے کیا تھا۔ حضرت رسُولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیشگوئی کو جو آسمان پر تیروں کے بھیجے جانے کے بارہ میں تھی بیان کرتے ہوئے بتایا کہ یہ پیشگوئی بھی خدا تعالیٰ کے وجود پر اہم دلیل ہے۔ کیونکہ راکٹوں اور سپوتنکوں کے آسمان پر جانے کی یہ پیشگوئی آج سے چودہ سو سال قبل حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی جبکہ ان چیزوں کا کوئی وجود نہ تھا۔ اور دُوسری طرف آنحضرت صلعم کسی یونیورسٹی کے تعلیم یافتہ نہ تھے کہ آپ اپنے پاس سے ان باتوں کو بیان فرماتے۔ ظاہر ہے کہ یہ باتیں علیم و خبیر خدا نے ہی آپ کو بتائی تھیں۔

اسی طرح کمیونزم کی مساوات اور تقسیمِ دولت کا جو ڈھنڈورہ پیٹا جاتا ہے اس کے نقائص بتاتے ہوئے اسلام کا صحیح نظریۂ مساوات پیش کیا۔ اور دولت کی تقسیم کے سلسلہ میں زکوٰۃ۔ تقسیم ورثہ وغیرہ کو پیش کرتے ہوئے بتایا کہ ان ذرائع سے دولت چند ہاتھوں میں جمع نہیں ہوتی۔ پھر بتایا کہ کمیونسٹوں نے جو انقلاب روس میں بپا کیا

(باقی صفحہ پر)

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے پرانا آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان ـــــ مورخہ ۱۰ اخاء ۱۳۴۷ ہش

******

جماعتِ احمدیہ کے متعلق آریہ گزٹ (جالندھر) کی بعض غلط فہمیوں کا ازالہ

جماعت احمدیہ خالص مذہبی اور تبلیغی جماعت ہے۔ جس کا سیاست سے کوئی تعلق نہیں۔ اس کے افراد حکومتِ وقت کے وفادار۔ رائج الوقت قانون کے پابند اور سب کے ساتھ امن اور شانتی سے رہنے والے ہیں۔ پریم اور محبت کے ساتھ اپنا رُوحانی نقطۂ نظر پیش کرنا۔ افہام و تفہیم کے ذریعہ اپنی بات کی وضاحت کرنا اس جماعت کا طُرّۂ امتیاز ہے۔ اس کے ممبران دُنیا کے ہر متمدن ملک میں موجود ہیں۔ اس طرح یہ جماعت بین الاقوامی حیثیت حاصل کر چکی ہے۔ ہر جگہ اس کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور اس کے اصولوں کی سراہنا کی جاتی ہے۔ اپنے ملک کے ہر حصّہ میں بالخصوص مقامی طور پر قادیان میں بفضلہٖ تعالیٰ جماعتِ احمدیہ کے تعلقات غیر مسلم آبادی کے ساتھ بہت خوشگوار بلکہ برادرانہ ہیں۔ نہ تو کسی سرکاری افسر کو اور نہ ہی عام باشندے کو جماعت کے خلاف کوئی شکایت پیدا ہوئی ہے۔ اس بات میں قطعی مبالغہ نہ ہوگا اگر یہ کہا جائے کہ بھارت کی سیکولر پالیسی کا واقعاتی نمونہ قادیان اور اس کے مضافات میں مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔ اس کی بڑی وجہ یہی ہے کہ مُسلم و غیر مُسلم دونوں کو ایک دُوسرے پر پُورا پُورا اعتماد ہے۔ اور سب ہی سچے دوستوں کی طرح ایک دُوسرے کی قدر کرتے ہیں۔

کِس قدر افسوس کا مقام ہوگا اگر ایسے پُرسکون اور پُر امن ماحول میں کسی طبقہ کے بارے میں غلط فہمیاں پیدا کرکے نفرت کا بیج بویا جائے۔ اس وقت ہمارے سامنے جالندھر کے ہفتہ وار اخبار "آریہ گزٹ" کا ۲۵ اگست ۱۹۶۸ء کا ایڈیٹوریل نوٹ ہے۔ جس کا عنوان ہے:-

"سِکھ مُسلم بھائی بھائی کا ڈھونگ ختم شُد"

ہمیں افسوس ہے کہ مقالہ نویس نے یا تو محض ناواقفیت کی بناء پر یا پھر جان بُوجھ کر جماعت احمدیہ کے بارے میں بعض خطرناک قسم کی غلط فہمیاں پیدا کرنے کی کوشش کی ہے اور ساتھ ہی جماعت کے متعلق کچھ ایسی باتیں بھی بیان کر دی ہیں جو خوش فہمی سے زیادہ کچھ حقیقت نہیں رکھتیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ آج کی صحبت میں "آریہ گزٹ" کی بیان کردہ سب باتوں کا حقیقت کے آئینہ میں جائزہ لیں۔

ہفتہ وار آریہ گزٹ مذکورہ عنوان کے تحت لکھتا ہے:-

"کبھی ہم ہندی چینی بھائی بھائی کا نعرہ سُن کر خوش ہوتے تھے وہ ختم ہُوا۔ اس کے بعد روسی ہندی بھائی بھائی کا نعرہ بلند ہُوا۔ اس کی قبر بھی تاشقند میں رُوسی لیڈروں کے ہاتھوں بنی۔ اس کے بعد ہمارے قادیانی بھائیوں نے سِکھ مُسلم بھائی بھائی کا نعرہ بلند کیا۔ اس سمبندھ میں انہوں نے ایک پُستک بھی لکھی جس کا نام گُرمکھی میں "پیوتویں پھُل" اور اُردو میں "سِکھ مُسلم اتحاد کا گلدستہ" رکھا گیا۔ یہ کتاب کسی دھارمک نکتہ نگاہ سے نہیں بلکہ سیاسی نکتہ نگاہ سے لکھی گئی تھی۔ اتنی بڑی کتاب بھارت کے طول و عرض میں مُفت بانٹی گئی۔ یہ ثابت کرنے کے لئے کافی ہے کہ اس کی اشاعت میں کسی بدیشی ملک یا ایجنسی کا ہاتھ ہے جو ہندو سکھوں کو لڑا کر بھارت کو کمزور کرنا چاہتا ہے۔ اگر مزید ثبوت درکار ہو تو میں عرض کروں گا کہ بھارت پاک جنگ سے کچھ عرصہ پہلے ہی یہ کتاب لکھی گئی۔ اور سکھوں میں مفت تقسیم بھی کر دی گئی۔" (آریہ گزٹ جالندھر ۲۵ اگست ۱۹۶۸ء)

اس اداریہ نوٹ میں پہلی اور بڑی غلط فہمی تو یہی پیدا کی گئی ہے کہ "سِکھ مسلم اتحاد کا گلدستہ" نامی کتاب جو خالص مذہبی نقطۂ نگاہ سے خالصتاً محبت و اُلفت کے جذبات سے پُر ہو کر لکھی گئی اُسے غلط اندازِ فکر کے نتیجہ میں سیاسی رنگ دے دیا۔ کیا چینی ہندی بھائی بھائی یا رُوسی ہندی بھائی بھائی کے سیاسی نعرے جو سیاسی تقاضوں کے تحت وقتی حالات کے مطابق بلند کئے جاتے رہے۔ اور ہوا کا رُخ بدل جانے کے ساتھ ہی یکدم بدل گئے۔ اور کیا مذکورہ کتاب میں بیان کردہ زبردست حقائق جن کے ذریعہ ایک ہی ملک میں بسنے والے دلوں کو جوڑنے ان میں حقیقی اُلفت اور محبت پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے؟ آپ اِس کتاب کا مطالعہ کریں آپ دیکھیں گے کہ تدلوں پہلے سچے واقعات بیان کرکے بتلایا گیا ہے کہ بھارت میں بسنے والی مختلف قومیں اِن وقتوں میں کس طرح آپس میں شِیر و شکر ہو کر زندگی کے دن گذارتی رہیں۔ اِس لئے کوئی وجہ نہیں کہ آزادیٔ وطن کے بعد بھارت کے سیکولر نظامِ حکومت کے تحت محض مذہبی اختلافات کی بناء پر کشیدگی برتی جائے۔ اس طرح ہر شخص خود ہی فیصلہ کر سکتا ہے کہ یہ کتاب کس قدر مفید اور اس کی اشاعت ملک و قوم کے حق میں کس قدر سُود مند ہے۔

۲۔ یہ بات بھی سراسر غلط اور افسوسناک غلط فہمی پھیلانے کے مترادف ہے کہ یہ کتاب "پاک بھارت جنگ سے کچھ عرصہ پہلے ہی لکھی گئی"۔ واقعات کو جھٹلایا نہیں جا سکتا۔ تاریخی حقائق مسخ نہیں ہو سکتے۔ یہ کتاب اس جنگ سے سالہا سال پہلے ۱۹۵۷ء میں ایسے وقت شائع کی گئی جب پاک بھارت تعلقات میں ایسی کشیدگی کا کسی کو وہم و گمان بھی نہ تھا جس کے نتیجہ میں باہمی جنگ ہو۔ کتاب کا اوّلین سنہ اشاعت ہی اس بات کا زبردست ثبوت ہے کہ جماعتِ احمدیہ کی طرف سے اِس کتاب کی اشاعت کسی طرح کے سیاسی مقاصد کے پیشِ نظر نہیں بلکہ خالص مذہبی اور رُوحانی اقدار کو تقویت دینے کی غرض سے محض خدمتِ خلق کے جذبہ کے تحت عمل میں آئی۔

۳۔ اس طرح کے نیک مقاصد کو پُورا کرنا اور دُنیا والوں کو نیکی اور امن و صُلح کی راہ دِکھانا جماعتِ احمدیہ کے بُنیادی مقاصد میں داخل ہے۔ اسلئے ایسے مُفید لٹریچر کی اشاعت کے لئے جماعت کا ہر فرد اپنا مذہبی فریضہ جانتے ہوئے رضاکارانہ طور پر خاص مالی قُربانی کرکے ملک کے زیادہ سے زیادہ افراد تک پہنچانے میں فخر محسوس کرتا ہے تا نیک باتوں کی اشاعت ہو اور لوگ باہمی جنگ و جدل کو چھوڑ کر خدا کی طرف رجوع کریں اور دُنیا نیکی سے بھر جائے۔

۴۔ شاید آریہ گزٹ کے مقالہ نویس کو جماعت احمدیہ کی طرف سے مذہبی پرچار کے لئے بے نظیر ایثار و قربانی کا علم نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس کتاب کی بکثرت اشاعت میں "کسی بدیشی ملک یا ایجنسی کا ہاتھ" بتا رہا ہے۔ یہ کتاب کیا ہے، جماعت احمدیہ تو ہر سال اس سے کہیں زیادہ رُوحانی اور مذہبی لٹریچر شائع کرکے مفت تقسیم کرتی ہے۔ اور اس پر آنے والا سارا خرچ احبابِ جماعت کے مخلصانہ چندہ ہی سے پُورا ہوتا ہے۔ اس اِلحاد اور بے دینی کے پُر آشوب زمانہ میں یہ جماعتِ احمدیہ ہی ہے جو خالص رُوحانی بُنیادوں پر نوعِ انسان کی بھلائی کے لئے ٹھوس کام کر رہی ہے۔ وہ اپنے اس پاکیزہ کام کے لئے کسی بھی غیر پسندیدہ ذریعہ سے امداد لینا اس کام میں بے برکتی کا باعث، قطعی حرام اور مکروہ جانتی ہے۔ جماعتِ احمدیہ کے کام کو دُنیا کی کسی بھی دُوسری تنظیموں پر قیاس نہیں کیا جا سکتا جو مطلب برآری کے لئے ہر قسم کے جائز و ناجائز وسائل کا عمل میں لانا روا سمجھتی ہیں۔ بہرحال مضمون نگار نے جماعت کی طرف ایسی بے بُنیاد بات منسُوب کرکے بہت بڑا ظلم کیا ہے۔ ہم مضمون نگار کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ قادیان آئے اور خود مشاہدہ کرے کہ اس جماعت کے تمام ممبران کس طرح دین کے لئے مالی قربانیاں پیش کرتے ہیں۔ اور رُوحانی لحاظ سے جماعت کے سامنے کس قدر وسیع المقاصد پروگرام ہے۔ اور خدا کے فضل سے جماعت اپنے اس مقصد کی طرف بڑی ہی کامیابی کے ساتھ آگے ہی آگے بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ جالندھر سے قادیان کوئی دُور نہیں۔ وہ یہاں تشریف لائیں۔ ہمیں اُمید ہے کہ نہ صرف یہ کہ اُن کی یہ سب غلط فہمیاں دُور ہو جائیں گی بلکہ جماعتِ احمدیہ کو قریب سے مطالعہ کرنے کا بھی موقعہ مل جائے گا !!

۵۔ پھر کتاب "سِکھ مُسلم اتحاد کا گلدستہ" کی اشاعت کے ذریعہ ہندو سکھوں کو لڑا کر بھارت کو کمزور کر دینے کا خیال بھی بڑا ہی عجیب ہے۔ اگر جماعت احمدیہ کی طرف سے صرف یہی کتاب شائع کی گئی ہوتی تو بلاشبہ مضمون نگار کا خیال کچھ وزن رکھتا۔ مگر سِکھ مسلم اتحاد کے ساتھ ساتھ جماعت احمدیہ تو ہندو مُسلم اتفاق و اتحاد کی بھی زبردست حامی ہے۔ نہ صرف آج بلکہ آج سے ۶۰ سال پہلے ایسے وقت میں یہ آواز مقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی طرف سے بلند کی گئی جب بھارت کی سرزمین ایسے نعروں سے قطعی طور پر نا آشنا تھی۔

مقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اپنی وفات (مئی ۱۹۰۸ء) سے چند روز قبل ہندو مسلم اتفاق کا حقیقت افروز نعرہ بلند کیا۔ آپ نے ہندوؤں اور مسلمانوں کو اس ملک میں بسنے والی دو بڑی قومیں قرار دیتے ہوئے دونوں کو آپس اختلافات مٹا کر اتفاق سے رہنے کی تلقین کی تا اُن حالات و واقعات کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو جائیں جو اس ملک میں پیش آنے والے تھے۔ آپ نے بڑی محبت کے ساتھ

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس لئے پیدا کیا ہے تاکہ ہم حیاتِ طیبہ کے وارث بنیں

حیاتِ طیبہ ایسی زندگی کو کہتے ہیں جس میں انسان اللہ تعالیٰ سے روشنی حاصل کر کے وہ ابدی لذت حاصل کرے جو اس کے مقربین کیلئے مقدر ہے

لجنہ اماء اللہ کراچی سے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کا بصیرت افروز خطاب

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے لجنہ اماء اللہ کراچی کے اجلاس میں مورخہ ۵ تبوک (ستمبر) ۱۳۴۷ ہجری شمسی کو جو تقریر فرمائی اس کا متن ذیل میں درج کیا جاتا ہے :-

تشہد تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیاتِ قرآنیہ کی تلاوت فرمائی :-

مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ؕ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

(سورۃ نحل آیات ۹۷-۹۸)

وَهُدُوْٓا اِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ ۚ وَهُدُوْٓا اِلٰى صِرَاطِ الْحَمِيْدِ

(الحج آیت ۲۵)

يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ بُشْرٰىكُمُ الْيَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ يَوْمَ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ ۚ قِيْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا ؕ فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ ؕ بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ ۝ يُنَادُوْنَهُمْ اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ؕ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ الْاَمَانِيُّ حَتّٰى جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ وَغَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝

(الحدید)

اس کے بعد فرمایا :-

اللہ تعالیٰ نے

انسان کو اسلئے پیدا کیا ہے

کہ وہ حیاتِ طیبہ کا وارث بنے اور جب انسانی قوتیں اور اس کی روحانی استعدادیں اپنے کمال کو پہونچ گئیں تو اللہ تعالیٰ نے حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو اس لئے مبعوث فرمایا کہ ہر انسان اپنے دائرہ استعداد کے اندر اپنے کمال کو پہنچ سکے اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں فنا ہو کر ایک نئی اور پاک زندگی حاصل کرے۔

اسلام پر تنزل کا جو زمانہ آیا وہ ہمیں ایک ہزار سال تک ممتد نظر آتا ہے۔ اس زمانہ کے بعد نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے عین مطابق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک عظیم روحانی فرزند کی حیثیت سے دنیا میں آئے اور یہی مقصد لے کر آئے کہ انسان حیاتِ طیبہ کا وارث بنے۔ آپ میں سے ہر ایک اگر چاہے تو حیاتِ طیبہ کا وارث بن سکتی ہے۔ حیاتِ طیبہ کے معنی ہیں روحانی طور پر اسلامی تعلیم سے منور ایک طیب زندگی۔ اور طیب کے اصل معنی ہیں ہر وہ چیز جس سے انسانی حواس لذت حاصل کرتے ہیں۔ اور انسان کا نفس مسرت پاتا ہے۔ اسلامی اصطلاح میں حیاتِ طیبہ کے یہ معنی ہیں کہ ایسی زندگی جس میں انسانی حواس اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریق کے مطابق اور اس سے روشنی حاصل کر کے ابدی لذت حاصل کریں۔ وہ ابدی لذت جو خدا تعالیٰ کے مقرب بندوں کے لئے مقدر ہے۔ اور وہ حقیقی اور سچی مسرت جو انسان کا نفس اپنے پر ایک موت وارد کر کے اور خدا تعالیٰ سے ایک نئی زندگی پانے کے بعد حاصل کر سکتا ہے۔ وہ اس نفس کو حاصل ہوتی ہے جس کے متعلق قرآن کریم نے کہا ہے کہ اے نفسِ مطمئنہ اپنے رب کی طرف رجوع کر۔ تجھے سچا سرور ملے گا۔ اور وہ لذت تجھے ملے گی جو اللہ تعالیٰ کی رضا سے انسان حاصل کر سکتا ہے۔

پس آپ کو (جو احمدیت کی طرف منسوب ہونے والی بہنیں اور بچیاں ہیں) یہ حقیقت کبھی نہیں بھولنی چاہیئے کہ آپ کو ایک عظیم مقصد کیلئے پیدا کیا گیا ہے۔ اور آپ کو توفیق عطا کی گئی ہے کہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لا کر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے صحیح مقام کا علم اور اس کا عرفان حاصل کر سکیں اور اس کے فیوض سے زیادہ سے زیادہ حصہ لے سکیں اور آپ میں فنا ہو کر اللہ تعالیٰ کی بے شمار اور ان گنت رحمتوں کی وارث بن سکیں

اللہ تعالیٰ نے سورۂ نحل کی آیت مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ میں ہمیں ایک بنیادی صداقت کی طرف متوجہ کیا ہے کہ ہر وہ چیز جسے تم خدا تعالیٰ سے دور ہو کر حاصل کرو گی وہ ضائع ہونے والی اور فنا ہونے والی ہے۔ اور ہر وہ لذت اور سرور اور ہر وہ نعمت برکت اور راحت جو تم اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل سے حاصل کرو گی وہ باقی رہنے والی اور ابدی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس لئے کہ ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ وہ لوگ جو ہماری راہ میں صبر اور استقامت اور ثباتِ قدم کا نمونہ دکھائیں گے ہم ان کے بہترین اعمال کے مطابق ان کے تمام اعمالِ صالحہ کی جزا دیں گے۔ اور اس لئے ہم یہ اعلان کرتے ہیں کہ جو بھی تم میں سے عملِ صالح بجا لائے اور مومن ہونے کی حیثیت میں اور ایمان کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے عملِ صالح بجا لائے وہ مرد ہو یا عورت اسے حیاتِ طیبہ عطا کی جائے گی۔ اور یہی حیاتِ طیبہ ہے جو بہترین اعمال کے مطابق تمام اعمال کی جزاء بھی کہلا سکتی ہے۔

پس اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں

حیاتِ طیبہ کا وعدہ

کیا ہے۔ اور یہ وہ پاک زندگی ہے جو اس ورلی دنیا میں یہیں ملتی ہے اور اس دنیا میں بھی ہمارے ساتھ رہتی ہے اور پھر کبھی ہمیں چھوڑتی نہیں۔ جنت کے متعلق جب حیاتِ طیبہ کا ذکر کیا جائے۔ تو اس کے یہ معنے ہوتے ہیں ایک ایسی جنت جس پر فنا نہ ہو۔ جو شخص اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کی جنت میں داخل ہوتا ہے اور اپنی کسی غفلت کوتاہی یا گناہ کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کو مول نہیں لیتا یہ جنت اس کے ساتھ جاتی ہے۔ اور اس دنیا کی جنت اور اس دنیا کی جنت میں بڑی مشابہت اور مماثلت پائی جاتی ہے۔ پس اس دنیا کے متعلق جب حیاتِ طیبہ کے الفاظ بولے جائیں تو اس کے معنے ہیں کہ وہاں ایک ایسی زندگی انسان کو ملے گی جو سچی اور حقیقی ہوگی۔ اس پر فنا نہیں ہوگی۔ ایک کافر بھی مرتا ہے۔ وہ دنیا کو چھوڑتا ہے اور ایک نئی زندگی اسے دی جاتی ہے۔ لیکن اس کی وہ زندگی حیاتِ طیبہ اور ابدی زندگی کہلانے کی مستحق نہیں ہوتی کہ وہ ایک کیفیت ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے

لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى

یعنی وہ اس زندگی کے انتہائی دکھوں میں مبتلا ہوں گے۔ اس لئے نہیں کہا جا سکتا کہ وہ زندہ ہیں۔ اور چونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی ابدی رضا اور اس کی رحمت اور اس سے حاصل ہونے والی لذت اور مسرت سے محروم کر دیئے جائیں گے اس لئے نہیں کہا جا سکتا کہ وہ زندہ ہیں وہ ایک ایسی حالت ہے کہ وہ نہ مردہ ہیں کہ عذاب سے چھٹکارا انہیں حاصل ہو جائے جیسا کہ قرآن کریم نے فرمایا ہے کہ کافر دوزخ میں یہ خواہش کریں گے کہ کاش ہمیں موت آئی ہوتی تو وہ ابدی فنا کی حالت ہو کر آتی اور زندگی ہمیں نہ ملتی۔ لیکن انہیں مردہ بھی نہیں کہا جا سکتا کیونکہ وہ ایک عذاب کی زندگی ہے ایک دکھ کی زندگی ہے۔ خدا کے غضب کے نیچے رہنے والی زندگی ہے اس کے قہر کی تجلیات دیکھنے والی زندگی ہے۔ وہ ایسی زندگی ہے جو زندگی نہیں کہلا سکتی اس سے تو موت ہی بہتر ہے۔

جب اخروی زندگی کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ وہاں ایک ایسی عزت ملے گی جس پر زوال نہیں تو اس میں یہ حقیقت مضمر اور پوشیدہ ہے کہ

حقیقی عزت وہی ہوتی ہے

جو انسان اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں حاصل کرتا ہے۔ دنیا کی نگاہیں بدل جاتی ہیں اور یہی انسان جو ایک وقت میں معزز سمجھا جاتا ہے

یا کہلاتا ہے اسی کو لوگ گالیاں دینے لگ جاتے ہیں۔ بڑے بڑے جابر بادشاہ جنہوں نے اپنی قوم کو ہی نہیں بلکہ دنیا کے ایک بڑے حصہ کو اپنی مٹھی میں لے لیا اور بظاہر بڑی شان سے ان پر حکومت کی وہ بعد میں ذکرِ خیر سے یاد نہیں کئے گئے۔ مجھے یاد ہے کہ جب ہٹلر اپنے عروج پر تھا اور میں آکسفورڈ میں پڑھتا تھا تو کئی بار مجھے جرمنی جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں میں نے دیکھا کہ اسی کی قوم اسے

…بڑی محبت اور عزت سے

دیکھتی اور یاد کرتی ہے لیکن جب اللہ تعالیٰ کی گرفت نے اسے پکڑا تو اوروں کو چھوڑو خود اس کی قوم کی زبان پر اس کے لئے سوائے لعنت کے اور کوئی لفظ نہیں آتا۔

غرض دنیا کی عارضی اور فانی عزتیں ایک عارضی وقت کے لئے شاید ایک ناسمجھ اور جاہل آنکھ کو دھوکا دے سکیں۔ لیکن ایسی عزتوں کو حقیقی اور ابدی عزتیں نہیں کہا جاسکتا۔ لیکن وہ اخروی زندگی جو اس زندگی کے بعد ان کو ملے گی جن پر اللہ تعالیٰ فضل کرے گا اس میں وہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں ایک ایسی عزت پائیں گے جس پر کوئی زوال نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدوں کا سچا ہے اور اس کی رحمت اس قدر وسیع ہے کہ ہمارا تخیل بھی وہاں تک نہیں پہنچ سکتا پھر جب اخروی زندگی کے متعلق حیاتِ طیبہ کے الفاظ استعمال کئے جائیں

تو اس کے تیسرے معنے

یہ ہوتے ہیں کہ وہاں ایسی نعمتیں اور ایسی غنا اور ایسی دولت روحانی (اور وہاں کے لحاظ سے جسمانی) انسان کو ملتی ہے کہ اس کے بعد پھر فقر کا کوئی سوال باقی نہیں رہتا۔ اسی لئے قرآن کریم کہتا ہے کہ جنت میں متقیوں اور مومنوں کو ہر وہ چیز مل جائے گی جس کی وہ خواہش کریں گے۔ اور ہمیشہ ان کے دلوں میں نیک خواہشات ہی پیدا ہوں گی۔ اور جب یہ نیک خواہشات پیدا ہوں گی تو ساتھ ہی اللہ تعالیٰ ان کے پورا کرنے کے سامان بھی پیدا کر دے گا۔ پس یہ ہے وہ حیاتِ طیبہ جس کے حصول کے لئے آپ کو پیدا کیا گیا ہے اور جس کے حصول کی خاطر آپ جماعتِ احمدیہ میں شامل ہوئی ہیں اگر آپ وہ بقا چاہتی ہیں جس پر کوئی فنا نہ ہو تو اس زندگی اور حیات کو حاصل کرنے کی کوشش کریں جو خدا اپنی تجلی کی طرف سے انسان کو عطا کی جاتی ہے۔ جو خدا تعالیٰ کے نور سے منور ہوتی ہے جو اپنی خوشیاں خدا تعالیٰ کی رضا میں محسوس کرتی ہے۔ جو خدا تعالیٰ کی ناراضگی سے ہمیشہ ترساں رہتی ہے۔ اگر آپ اپنے تمام دعووں کے باوجود، اگر آپ تقاریر کرنے یا سننے کے باوجود اس قسم کا جذبہ اپنے دلوں میں نہ رکھیں تو

احمدیت یعنی حقیقی اسلام

یا نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے نبوت آپ کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔ اگر آپ نے حقیقی بقا حاصل کرنی ہے تو ہر اس چیز کو چھوڑنا پڑے گا جو فنا کی طرف لے جاتی ہے۔ اور شیطان سے تعلق کو قائم کرتی ہے اگر آپ کے دل میں یہ خواہش ہو کہ حقیقی عزت حاصل کریں جس پر کوئی زوال نہ آئے۔ اور جو اس دنیا میں شروع ہو۔ اور آپ کے ساتھ اخروی زندگی تک چلے تو آپ کے لئے یہ ضروری ہے کہ آپ یہ سمجھیں کہ لِلّٰہِ الْعِزَّۃُ جَمِیْعًا۔ اللہ تعالیٰ ہی کے لئے سب عزت ہے۔ خدا عزیز ہے اور خدا کے سوا کوئی عزیز نہیں۔ اور جس نے خدا تعالیٰ سے حقیقی عزت حاصل کرنی ہو اسے خدا سے حقیقی پیوند بھی جوڑنا پڑے گا۔ اگر آپ اس بات کو سمجھ لیں اور خدا سے عبودیت کا پختہ پیوند جوڑیں اور غیر اللہ سے منہ موڑ لیں اور اللہ کے سوا کسی کی بھی پرواہ نہ کریں تب تو آپ کو ایک حقیقی اور ابدی عزت حاصل ہوگی لیکن اگر آپ یہ سمجھیں کہ بھڑکیلے لباس یا فضول خرچیوں یا ریاء اور نمود ([illegible]) اور نمائش سے ڈینگیں مار کر یا دوسروں کو حقیر سمجھ کر اور انہیں گرا کر ان سے بڑھ کر عزت حاصل کر لیں گی تو یہ بات غلط ہے۔ یہ چیزیں شیطان کو تو پیاری ہیں مگر خدا کو پیاری نہیں ہیں۔ حقیقی عزت وہ ہے جو اس سادہ زندگی سے حاصل ہوتی ہے جو سادہ زندگی انسان اسلام کے احکام کے مطابق اس دنیا میں گزارتا ہے۔ یہ دنیا ابتلاء اور امتحان کی دنیا ہے۔ جو شخص اس امتحان میں کامیاب ہوتا ہے وہ جنتی زندگی اس دنیا میں حاصل کرتا ہے اس میں وہ اللہ کا نور پاتا ہے۔ وہ خدا سے روحانی اور جسمانی طور پر اس قدر نعمتیں حاصل کر لیتا ہے کہ دنیا اور اس کی لذتیں اور اس کی مسرتیں اور اس کی دولتیں اور اس کی عزتیں اس کے سامنے ہیچ ہو جاتی ہیں اور کسی چیز کی وہ پرواہ نہیں کرتا۔ لیکن اگر آپ احمدیت کی طرف منسوب تو ہوں لیکن حیات اور بقا کی بجائے فنا کو تلاش کرتی رہیں اور آپ ان جھوٹی عزتوں کے پیچھے پڑیں جو آج بھی ضائع ہونے والی ہیں اور کل بھی۔ اگر آپ اللہ کی نعمتوں کو چھوڑ کر دنیا کے اموال میں دلچسپی لیں اور انہی کو سب کچھ سمجھیں تو پھر ایک احمدی کہلانے سے کیا فائدہ۔ خدا تعالیٰ لیبل کو نہیں دیکھتا۔ خدا تعالیٰ دل کے تقویٰ کو دیکھتا ہے۔ اور اسی کے مطابق اپنے بندوں سے سلوک کرتا ہے

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ وَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً میں فرمایا ہے کہ کوئی مرد ہو یا عورت جو بھی اعمالِ صالحہ بجا لائے اور ایمانی حالت میں بجا لائے تو اسے اس دنیا میں ایک ایسی حیاتِ طیبہ دی جائے گی کہ اس کے نتیجہ میں اسے ایک ایسی بقا ملے گی جس پر فنا نہیں۔ اسے خدا کی نگاہ میں ایک ایسی عزت ملے گی کہ وہی حقیقی عزت ہے اور اس پر کوئی زوال نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے خزانوں سے ایسی دولتیں اس کو دی جائیں گی کہ دنیا کی دولتیں اس کے مقابلہ میں کوئی قیمت نہیں رکھتیں

یہ وعدہ ان کو دیا گیا ہے

جو اعمالِ صالحہ بجا لاتے یا بجا لاتی ہیں۔ اور ایمانی حالت پر پختگی اور ثباتِ قدم کے ساتھ قائم رہتی ہیں اگر آپ میں سے کوئی دنیا سے متاثر ہو کر بے پردگی کی راہوں کو اختیار کرے اگر وہ نمائش کے طریق کو پسند کرے اور قناعت اور عاجزی کی راہوں کو اختیار نہ کرے تو اس کے لئے خدا تعالیٰ نے حیاتِ طیبہ کا وعدہ نہیں دیا۔ محض احمدی ہو جانا محض احمدی کہلانا۔ محض خود کو احمدی سمجھنا تو کچھ فائدہ نہیں دے سکتا۔ یہ دعویٰ بے نتیجہ ہے۔ یہ دلیل بے معنی ہے یہ طریق اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے والا ہے۔ اسے خوش کرنے والا نہیں۔ پس جس حیات کے لئے آپ میں سے ہر ایک کو پیدا کیا گیا ہے۔ یعنی حیاتِ طیبہ وہ زندگی جو خدا کے سایہ میں گزرے آپ کو چاہیئے کہ آپ اسے تلاش کریں۔ آپ اسے حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ آپ اسے پائیں اور اگر آپ اسے پا لیں تو پھر آپ یقین رکھیں کہ یہ زندگی ان تمام لوگوں کی زندگیوں کے مقابلہ میں جو اس دنیا میں اپنی ساری کوششوں کو ضائع کر دیتے ہیں۔ جو خدا کی طرف رجوع کرنے والے نہیں، خدا کا قرب پانے والے نہیں۔ اس کی رضا کو حاصل کرنے والے نہیں۔ ہزار درجہ نہیں کروڑ درجہ نہیں ارب گنا زیادہ نہیں بلکہ ان گنت اور بے شمار درجہ بڑی اور اچھی اور حسین اور مسرتوں والی اور لذتیں دینے والی زندگی ہے

پس

آپ اپنے مقام کو پہچانیں

اور ان وعدوں کے وارث بننے کی کوشش کریں جو وعدے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں آپ سے کئے ہیں اور جو بہت اور عظیم ہیں اور خوش زندگی کے ہیں۔ منور زندگی کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے عفو سے منسوب ہونے والی زندگی کے ہیں۔ ایک ایسی زندگی کے ہیں کہ ساری دنیا اس پر رشک کرے کہ آپ کو کیا مل رہا ہے اور کیا ملنے والا ہے

اللہ تعالیٰ نے ایک دوسری جگہ فرماتا ہے :-

وَهُدُوْا اِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ ۚ وَهُدُوْا اِلٰى صِرَاطِ الْحَمِيْدِ

(الحج)

کہ جن لوگوں کے متعلق اللہ تعالیٰ کی یہ تقدیر پوری ہوتی ہو کہ انہیں حیاتِ طیبہ عطا کی جائے پاک باتوں کی طرف ان کی رہنمائی کی جائے گی۔ خدا تعالیٰ کی نگاہ میں قابلِ تعریف طریق کی ہدایت کی جائے گی۔ ان کی زبانیں طیّب ہوں گی اور اس کے نتیجہ میں وہ حیاتِ طیبہ کو حاصل کریں گی۔ اور ان کے اعمال طیّب اور قابلِ رشک رستوں پر چلنے والے ہوں گے پس جب تک زبان اور دوسرے اعمال طیّب نہ بنائے جائیں اس وقت تک ہم حیاتِ طیبہ کو حاصل نہیں کر سکتے۔ بعض لوگ (مرد بھی اور عورتیں بھی) اپنی زبانوں کو قابو میں نہیں رکھتے اور ایسے بول بول جاتے ہیں جنہیں کسی صورت میں بھی طیّب نہیں کہا جاسکتا۔ بعض لوگ صراطِ حمید کو چھوڑ کر شیطانی راہوں کو اختیار کر لیتے ہیں۔ ایسے لوگ حیاتِ طیبہ کے وارث نہیں بن سکتے۔

یہاں خدا تعالیٰ نے یہ بھی بتایا ہے کہ اپنی زبان پر قابو رکھنا اور اس کو اس بات کی عادت ڈالنا کہ کسی کی چغلی نہیں کرنا۔ کسی کی غیبت نہیں کرنا۔ کسی کی تحقیر نہیں کرنا۔ کسی کو نیچا دکھانے کی کوشش نہیں کرنا۔ اپنے نفس کے متعلق بڑیں نہیں ہانکنا۔ ریاء اور نمائش کی باتیں نہیں کرنا۔ سادہ اور بے تکلف اور صدق سداد پر چلنے والی زبان اپنے منہ میں پیدا کرنی ہے۔ اور یہ اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے انسان کو اس بات کی توفیق عطا نہ کرے وَهُدُوْا اِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی طیّب قول کی ہدایت اور رہنمائی کی جاتی ہے۔ طیّب اور صراطِ حمید والے عملوں کی طرف رہنمائی اور ہدایت کی جاتی ہے۔ دنیا رشک کرتی ہے اگرچہ انسان اپنے نفس اور اس کی کمزوریوں کو دیکھتے ہوئے ہر انعام پانے کے بعد یہی کہتا ہے کہ میرے نفس میں تو کوئی خوبی نہیں اور یہی حقیقت ہے۔ اور لَا فَخْرَ کا نعرہ لگاتا ہے کہ میں کس بات پر فخر کروں۔ جو کچھ ملا ہے وہ مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے دیا ہے اور جو میں نے پایا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے پایا ہے۔ میرے اندر تو کوئی خوبی نہیں۔ یہ عاجزی اور انکساری کا مقام ہے اور یہ عاجزانہ راہیں ہیں جن کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں بلا رہے ہیں۔ یہ وہ راہیں ہیں جو انسان کو ہدایت پر قائم کرتی ہیں اور حیاتِ طیبہ کی وارث بناتی ہیں۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے

سورۂ حدید میں فرمایا ہے

کہ يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ يَسْعَىٰ نُورُهُم بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِم کہ مومن مرد ہو یا عورت جب اللہ تعالیٰ اس کے متعلق حیاتِ طیبہ کا فیصلہ فرماتا ہے تو اسے اپنی طرف سے ایک نور عطا کرتا ہے اور اس نور کی دو خاصیتیں ہیں ایک تو یہ کہ وہ نور اس کے سامنے چلتا ہے اور صراطِ مستقیم ہمیشہ اس کی نگاہ کے سامنے رہتا ہے۔ وہ بھٹکتا نہیں اور دوسرے یہ کہ وہ نور ان کے دائیں طرف چلتا اور نئی سے نئی ایمانیات اعتقادی لحاظ سے علمی لحاظ سے اور فلسفیانہ لحاظ سے انہیں حاصل ہوتی ہیں اور اعمالِ صالحہ بجا لانے کی نئی سے نئی راہیں ان پر کھولی جاتی ہیں۔ قرآن کریم کے محاورہ میں دائیں طرف زین پر دلالت کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل پر دلالت کرتی ہے۔ اس کی رحمت پر دلالت کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جب وہ اپنے فضل سے اور انسان کے مجاہدہ کے نتیجہ میں (جیسا کہ فرمایا وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا) اس کے علاوہ حیاتِ طیبہ کا فیصلہ کرتا ہے تو ایک نور اسے عطا ہوتا ہے۔ اور جب یہ نور انسان کو مل جاتا ہے تو پھر وہ اندھیروں کی طرف جانے والی راہوں کو اختیار ہی نہیں کر سکتا۔ کیونکہ وہ صراطِ مستقیم، وہ سیدھی راہ جو ہمیں ہمارے پیدا کرنے والے رب کی طرف لے جاتی ہے وہ اسی نور سے ہمیشہ منور رہتی ہے اور ہم ادھر ادھر بھٹکتے نہیں جس طرح جب ہوائی جہاز زمین پر اتر رہا ہو تو رات کے وقت اس کو روشنیوں سے صحیح راستہ دکھایا جاتا ہے اور بتایا جاتا ہے کہ لینڈنگ گراؤنڈ (Landing Ground) یہ ہے اگر وہ ذرا بھی ادھر ادھر ہو جائے تو ہلاکت کا منہ دیکھے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنی بے حد رحمت سے انسان کے لئے

ایک ایسا نور پیدا کیا ہے

جو صراطِ مستقیم کو منور رکھتا ہے اور جس کے نتیجہ میں انسان اس کی راہ میں فدائیت اور ایثار اور عاجزی کی راہوں کو اختیار کرتا ہے اور اسی سے حیاتِ طیبہ کی امید رکھتا ہے اور اس حیات کے پانے کے لئے اپنے نفس پر ایک موت کو وارد کرتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ اس کو ایک نور عطا کرتا ہے جو صراطِ مستقیم کو اس لئے منور رکھتا ہے اور وہ اندھیروں کی طرف بھٹک کر جا نہیں سکتا۔ ساتھ ہی ساتھ اللہ تعالیٰ ایسے سامان بھی پیدا کرتا ہے کہ یہ نور اس کے "دائیں" کو منور اور روشن رکھتا ہے۔ عرفان اور معرفت میں زیادتی ہی زیادتی ہوتی چلی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ اس نور کے نتیجہ میں زیادہ سے زیادہ اور نئے سے نئے طریقوں پر اعمالِ صالحہ بجا لانے کی اس کو توفیق عطا کرتا ہے۔ تب ہر دن جو اس کی زندگی میں طلوع ہوتا ہے وہ اس سے پہلے دن کے مقابلہ میں اللہ کی نعمتوں اور رحمتوں کا زیادہ وارث بنانے والا ہوتا ہے یہاں تک کہ پھر وہ وقت بھی آتا ہے کہ

بُشْرَاكُمُ الْيَوْمَ

خدا اور اس کے فرشتے ایسے لوگوں کو کہتے ہیں کہ تم اس دنیا میں بھی جنت میں رہے آؤ اب تمہارے انجام کا وقت آ گیا ہے ہم تمہیں دوسری جنت میں لے جائیں تا اسی جنت کا تسلسل قائم رہے اور یہی فوزِ عظیم ہے لیکن خطرہ کا مقام بھی ہے بعض دفعہ انسان نفاق میں ملوث ہوتا ہے مگر نہیں جانتا کہ منافقانہ راہوں کو اختیار کر رہا ہے۔ وہ قربانی کا دعویٰ کرتا ہے مگر اپنے عمل سے اس کی تصدیق نہیں کرتا۔ وہ اطاعت کا اعلان کرتا ہے مگر نشوز اور اباء کی راہوں کو اختیار کر لیتا ہے وہ اطاعت کو چھوڑ دیتا ہے۔ وہ یہ کہتا ہے کہ میں اپنے رب کو خوش کرنے کے لئے اپنا سب کچھ اور اپنوں کو بھی قربان کر دوں گا۔ مگر

جب قربانی دینے کا وقت آتا ہے

تو نہ اپنے نفس کی قربانی دے سکتا ہے نہ اپنوں کو قربان کرنے کے لئے تیار ہوتا ہے بعض دفعہ بچوں کی وجہ سے اسے ٹھوکر لگ جاتی ہے بعض دفعہ بھائیوں اور بہنوں کی وجہ سے وہ خدا سے دوری کی راہ اختیار کر لیتا ہے۔ ہزار قسم کی ٹھوکریں ہیں جو اس وجہ سے اسے لگتی ہیں کہ اس نے اپنے رب سے حقیقی سچا اور صادق تعلق قائم نہیں کیا تھا فرمایا۔ جو منافق ہیں وہ بظاہر مومن نظر آتے ہیں۔ بظاہر ایک عورت مومنہ نظر آتی ہے لیکن حقیقتاً وہ مومنہ نہیں ہوتی۔ ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا وہ نور نہیں ملتا جو نور سامنے سیدھی راہ کو بھی روشن کرتا ہے اور جو نور پہلو میں دائیں کو منور رکھتا ہے۔ یعنی دینی فراست اور معرفت اور عرفان کو بھی زیادہ کرتا ہے اور اعمالِ صالحہ زیادہ بجا لانے کی توفیق اسے دیتا ہے۔ یہ نور ان کو نہیں ملتا۔ وہ ظاہر میں مومنوں کے ساتھ ہوتے ہیں اور امید رکھتے ہیں کہ اس ظاہری اور بے حقیقت تعلق سے جو انہوں نے مومنوں کے ساتھ قائم کیا تھا فائدہ اٹھائیں اور کہتے ہیں ٹھہرو ہم تمہارے ساتھی ہیں نَقْتَبِسْ مِن نُّورِكُمْ تمہارے نور سے ہم بھی فائدہ اٹھائیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قیامت کے دن ایسے لوگوں کو جب وہ یہ مطالبہ کریں گے کہ اگرچہ ہم نے پہلی زندگی میں نور کو حاصل نہیں کیا تھا لیکن چونکہ ہم منور وجودوں کے ہی ساتھی ہیں ان کے نور سے ہمیں بھی کچھ دیا جائے تو ان کو کہا جائے گا کہ جس نے اس نور کو حاصل کرنا ہوتا ہے وہ تو پہلی زندگی میں حاصل کرتا ہے اور وہیں یہ حاصل کیا جا سکتا ہے۔ قِيلَ ارْجِعُوا وَرَاءَكُمْ فَالْتَمِسُوا نُورًا۔ اگر تمہارے لئے یہ ممکن ہے کہ تم الٹے پاؤں واپس پہلی زندگی میں چلے جاؤ تو ایسا کر لو کیونکہ یہ نور وہاں سے حاصل ہوتا ہے۔ اس دنیا میں جو ہماری مادی دنیا ہے اس میں جب تم نے اس نور کو حاصل نہیں کیا تو آج تمہیں وہ نور کیسے مل سکتا ہے۔

صُحبتِ صالحین کا فائدہ

تو اسی کو پہنچ سکتا ہے جس نے ان کے قدم پر قدم مارا جس نے ان کی طرح اپنے نفس کی اور اپنوں کی قربانی خدا کے حضور پیش کرنے کی کوشش کی۔ جو ہمہ وقت دعاؤں میں مشغول رہا کہ اے ہمارے رحیم اور رحمٰن خدا اگو ہم کمزور بندے تھے لیکن اپنے دل میں ایک شدید تڑپ اور خواہشات کے لئے پاتے ہیں کہ ہم تیرے مقرب بن جائیں اور تجھ سے تیری رضا اور تیرا نور حاصل کریں۔ تا ہماری زندگی جنت میں گزرنے والی زندگی ہو جائے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان لوگوں کو جو منافقانہ طور پر جماعتِ مومنین میں شامل رہے اس دنیا میں ان کو کہا جائے گا کہ اب نور حاصل کرنے کا وقت جاتا رہا۔ نور تو امتحان اور ابتلاء میں کامیاب ہونے کے نتیجہ میں ملتا ہے نور تو نفس کی قربانی دینے کے نتیجہ میں ملتا ہے۔ نور تو مال کی قربانی دینے کے نتیجہ میں ملتا ہے۔ نور تو اپنوں کی قربانی دینے کے نتیجہ میں ملتا ہے نور تو جذبات کی قربانی دینے کے نتیجہ میں ملتا ہے نور تو ہر اس حکم کو بجا لانے کے نتیجہ میں ملتا ہے جو تم کو تمہارے رب نے دیا تھا مگر تم نے ان میں سے کسی ایک کی طرف بھی توجہ نہ دی جہاں سے نور حاصل کیا جا سکتا تھا۔ وہاں سے تو تم نے نور نہ لیا اور جہاں اصلاح کے لئے جہنم کو پیدا کیا گیا ہے وہاں تم اپنے ساتھیوں سے نور کا مطالبہ کر رہے ہو آج یہ نور تمہیں نہیں مل سکتا آج تمہاری اصلاح کے لئے دوسرے سامان پیدا کئے گئے ہیں جنہیں اسلامی اصطلاح میں جہنم اور عذاب کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَضُرِبَ بَيْنَهُم بِسُورٍ لَّهُ بَابٌ کہ اس دنیا میں منافق کے لئے یہ امکان موجود ہے کہ وہ توبہ کرے اور استغفار کثرت سے کرے اور اپنے نفس کو بدل لے اور اپنے دل کے اندر ایثار اور فدائیت کے جذبات پیدا کرے۔ تب ایک دروازہ کھلا ہے جو

توبہ اور استغفار کا دروازہ ہے

وہ اس دروازہ میں سے نکل کر ان لوگوں میں شامل ہو سکتا ہے جن کو نور عطا کیا گیا ہے۔ یہ جو دیوار جس میں یہ دروازہ ہے اس کے ایک طرف تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سمندروں سے بھی زیادہ موجیں مار رہی ہے۔ وَظَاهِرُهُ مِن قِبَلِهِ الْعَذَابُ اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ کا عذاب اپنی بھیانک شکل میں انسان کے سامنے آتا ہے غرض اس دنیا میں جو ہماری مادی دنیا ہے ایک ایسی دیوار ہے جو مومن اور کافر کو، مومن اور منافق کو جدا تو کرتی ہے لیکن اس میں ایک دروازہ بھی ہے جسے توبہ کے ذریعہ کھولا جا سکتا ہے۔ جسے استغفار کے ذریعہ کھولا جا سکتا ہے۔ ایثار اور فدائیت اور مجاہدہ اور حقیقی اسلام کے ذریعے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل میں پیدا کرنے کے لئے اس عزم کے ساتھ کہ ہم آپ کے اسوہ پر چلیں گے یہ دروازہ کھولا جا سکتا [illegible] جہنم [illegible] جو جہنم [illegible] توجہ اگر رہی [illegible] نیکیں [illegible]

منظوم کلام — حضرت مسیح موعودؑ

اِسلام اور بانیٔ اسلام سے عشق

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے

کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلائے
یہ ثمر باغِ محمدؐ سے ہی کھایا ہم نے

ہم نے اسلام کو خود تجربہ کر کے دیکھا
نور ہے نور۔ اٹھو دیکھو سنایا ہم نے

اور دینوں کو جو دیکھا تو کہیں نور نہ تھا
کوئی دکھلائے اگر حق کو چھپایا ہم نے

تھک گئے ہم تو انہی باتوں کو کہتے کہتے
ہر طرف دعوتوں کا تیر چلایا ہم نے

آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

یونہی غفلت کے لحافوں میں پڑے سوتے ہیں
وہ نہیں جاگتے سو بار جگایا ہم نے

کھولنے کے لئے جہنم میں جلنا پڑتا ہے اس دروازہ کو کھولنے کے لئے ایک لمبا عرصہ خدا کی ناراضگی کی آگ میں اپنے آپ کو جلانا پڑتا ہے اس دروازہ کو کھولنے کے لئے وہ دکھ اٹھانا پڑتا ہے وہ عذاب دیکھنا پڑتا ہے کہ انسان اس کے تصور سے بھی کانپ اٹھتا ہے۔ ہماری سمجھ کے مطابق جب ایک زمانہ انسان عذاب میں گزارے اور پھر شفایاب ہو جائے تو ایسے شخص کے لئے وہ دروازہ کھول دیا جاتا ہے کیونکہ جہنم ابدی نہیں ہے۔ لیکن وہ زندگی جس میں سو سال یا ہزار سال یا ایک لاکھ سال یا ایک کروڑ سال ایسے ہیں جسے نہ زندگی کہا جا سکتا ہے نہ موت۔ جس کے ہر لحظہ میں انسان خدا تعالےٰ کے قہر کے نیچے خود کو محسوس کر رہا ہوتا ہے اور ایک ایسی جلن اس کے اندر پیدا ہو رہی ہوتی ہے کہ اس کے لئے ایک ایک سیکنڈ گزارنا مشکل ہوتا ہے اتنا لمبا عرصہ کون جہنم میں رہے گا۔ یا کون چاہتا ہے کہ اتنا لمبا عرصہ وہ جہنم میں رہے۔ پس قبل اس کے کہ وہ دن آئے کہ جب دوسروں کا نور ہمیں فائدہ نہیں پہنچا سکے گا ہمیں یہ کوشش کرنی چاہیئے کہ اپنے ربّ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے ان تمام تقاضوں کو پورا کریں جو قرآن کریم کے ذریعہ اللہ تعالےٰ نے ہمارے سامنے رکھے ہیں۔ اور ہم اپنے رب کی خوشنودی کو حاصل کرنے کے لئے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کو اپنائیں۔ یہ دنیا چند روزہ ہے اور اس دنیا کی خرابی بڑے لمبے عرصہ تک جہنم میں لے جانے والی ہے ہم بے پردگی کی طرف مائل نہ ہوں۔ نمائش کی طرف مائل نہ ہوں۔ غریبوں سے ذلت کا سلوک کرنے والی نہ ہوں۔ اپنی بہنوں سے پیار اور محبت کا سلوک کرنے والی ہوں زبان یا ہاتھ سے دکھ دینے والی نہ ہوں۔ عاجزانہ راہوں کو اختیار کریں۔ زندگی کا ہر لحظہ استغفار کرتے ہوئے، اپنے رب سے ڈرتے ہوئے گزاریں۔ اعمالِ صالحہ (جس حد تک اللہ تعالیٰ توفیق عطا کرے) بجا لانے والی ہوں۔ تب خدا چاہے اور اس کی رحمت یہ حقیر کوشش دیکھنے کے بعد جوش میں آئے تو وہ ہمیں اس جہنم سے بچا سکتا ہے لیکن اگر ہم اپنی کمزوریوں کے نتیجہ میں خود کو اس کی رحمت سے محروم کر لیں تو پھر بڑا دردناک عذاب ہے جس سے ہمیں ڈرایا گیا ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ منافق کہیں گے اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ کیا ہم تمہارے ساتھ نہیں تھے۔ ہم بھی مومن کہلاتے تھے۔ ہمارا بھی دعویٰ تھا کہ ہم اسلام لائے ہیں تو پھر کیوں ہم اس نور سے محروم کئے جا رہے ہیں جو تمہیں خدا نے عطا کیا ہے۔ تو انہیں جواب ملے گا کہ ظاہر میں تو تم ساتھ ہی تھے وَلٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ لیکن اس عذاب کے سامان تم نے اپنے ہاتھوں سے پیدا کئے کسی اور کا اس میں قصور نہیں کیونکہ جو کرتا ہے وہی بھرتا ہے جس نے گناہ کئے اور خدا کی بخشش اسے حاصل نہ ہوئی اور توبہ کا دروازہ اس کے لئے کھلا اسے لمبا عرصہ عذاب جہنم میں مبتلا رہنا پڑے گا۔ تم نے اس دنیا میں ان

عارضی خوشیوں کے حصول کی خاطر

کیوں اس بات کا خیال نہ رکھا کہ کتنی بڑی قیمت ہے جو تم ان فانی خوشیوں کے لئے ادا کر رہے ہو۔ تمہیں بتا دیا گیا تھا۔ تم پر یہ واضح کر دیا گیا تھا کہ اللہ کا عذاب بڑا شدید ہوتا ہے۔ تمہیں سمجھایا گیا تھا کہ اس کے قہر اور غضب کی تجلی اگر ہو تو ایک سیکنڈ کے لئے بھی انسان اسے برداشت نہیں کر سکتا۔ لیکن تم نے ان باتوں کو سنا اور ان سنا کر دیا انہیں یاد نہیں رکھا اور بھول گئے۔ تم نے اپنے ہاتھوں سے اپنے لئے عذاب اور جہنم کو پیدا کیا ہے اب ہم تمہاری کیا مدد کر سکتے ہیں۔ حقیقی مومن ان کو کہیں گے کہ تھے تو تم ہمارے ہی ساتھ لیکن تم ہمارے ساتھ نہیں بھی تھے۔ کیونکہ جب ہم نے عاجزانہ راہوں کو اختیار کیا تم نے شیطان کے کہتے ہوئے متکبرانہ طریق کو اختیار کیا۔ جب ہم خدا کی راہ میں اپنے نفس اور اپنی ہر چیز کو فدا کرنے کے لئے تیار ہوئے تو تم نے یہ سوچا کہ یہ مال اور دولت اور یہ اعزاز اور اقتدار اور یہ چھوٹی خوشیاں اور یہ عارضی مسرتیں تمہیں چاہئیں اور جو ابدی زندگی ہے وہ تمہیں نہیں چاہیئے۔ پس جس جہنم کو تم نے اپنے ہاتھ سے اپنے لئے تیار کیا ہے کوئی دوسرا تمہیں اس سے کیسے بچا سکتا ہے۔ وَتَرَبَّصْتُمْ اور تم ہمارے متعلق اس انتظار میں رہے کہ اللہ تعالےٰ نے اس مادی دنیا میں اور اس روحانی دنیا میں جو بشارتیں دی ہیں وہ کبھی پوری نہیں ہوں گی وَارْتَبْتُمْ اور وہ قرآن جو تمہیں دیا گیا تھا (لَا رَیْبَ فِیْہِ) اس میں کوئی شک نہیں تھا۔ اس میں کسی شبہ کی گنجائش ہی نہیں تھی لیکن تم نے قرآن کریم کی طرف توجہ نہ دی۔ تم نے تو

قرآن کو مہجور کی طرح کر دیا

تم نے سمجھا کہ قرآن سے عزت حاصل کرنے کی تمہیں کوئی ضرورت نہیں۔ تم نے سمجھا کہ اس نور سے نور لینے کی تمہیں کوئی حاجت نہیں تم شک اور شبہ میں پڑے رہے۔ تم نے اس حقیقت کو نہیں پایا کہ یہ خدا کا کلام ہے اور اس کے ایک ایک حکم کے نیچے اپنی گردن رکھنا ضروری ہے کیونکہ اس کے بغیر ابدی حیاتِ طیبہ نہیں مل سکتی وَغَرَّتْكُمُ الْاَمَانِيُّ کچھ خواہشاتِ نفس تھیں جن کی تم نے پیروی کی اور شیطان نے تم کو دھوکا دیا۔ اور تم اس کے دھوکہ میں آ گئے تب خدا کا فیصلہ صادر ہو گیا۔ مومنوں کو اس دنیا میں بھی جنتیں نصیب ہوئیں اور مومنوں کو اس دوسری زندگی میں بھی خدا کی رضا کی جنتیں حاصل ہو گئیں۔ اب تم ہم سے کیا چاہتے ہو اور کیا مانگتے ہو اس دنیا کے لئے جو اُخروی دنیا ہے اور اس دنیا کی حیاتِ طیبہ کے لئے تو اس حیاتِ طیبہ کی ضرورت ہے جو اس دنیا سے ساتھ لگتی ہے اور پھر ساتھ ہی رہتی ہے۔ اس وقت تم نے اپنی ذمہ داریوں کو نہیں نبھایا اور ان چیزوں کو معمولی سمجھا اور جو حقیقت تھی اسے بھول گئے۔ اور جو سراب تھا اسے تم نے بڑا اچھا خیال کیا تم سچائی کی طرف تو متوجہ نہیں ہوئے لیکن ملمع کی طرف تمہاری ساری توجہ تھی اور تم نے اپنے سارے اعمال کو اس عارضی زندگی کے لئے وقف کر دیا اور ان عارضی خوشیوں اور مسرتوں پر قربان کر دیا۔ اب تم اس دنیا میں کیا چاہ سکتے ہو جس کے لئے تم نے کوئی تیاری نہیں کی۔ یہ زندگی ایک عارضی زندگی ہے آج بھی مرنا ہے اور کل بھی یہاں سے چلے جانا ہے پس

تم اس زندگی کی فکر کرو جو ابدی زندگی ہے

اس زندگی کی فکر کرو جہاں خدا کے غضب اور رضا کے جلوے بالکل واضح ہو کر سامنے آ جائیں گے اور جب اس کا غضب بھڑکے گا۔ تو اس کی انسان کو برداشت نہیں ہوگی اور جب وہ اس کی رحمت اور اس کے فضل کے جلوے دیکھے گا تو پھر وہ یہ کہے گا ہم نے اپنے ایمانوں کو پختہ کیا تھا اور خدا نے ہمیں ایسی نعمت اور حیاتِ طیبہ کا وعدہ دیا تھا کہ ہم اس دنیا میں جس کی حقیقت کو پہچان نہیں سکتے تھے۔ لیکن ہم نے کہا

ہمارا ربّ سچا ہے

وہ سچے وعدوں والا ہے اس نے ہم سے جو وعدے کئے ہیں وہ ضرور پورے ہوں گے۔ ہم نے اس کی آواز پر لبیک کہا اور آج ہم اس کے وعدوں کو بالکل نمایاں اور ظاہر ہو کر پورے ہوتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ جیسا کہ ہم نے اس مادی دنیا میں حجاب در حجاب ان روشنیوں اور ان انوار کو اور رحمت کے ان جلووں کو دیکھا اور ان سے لذت حاصل کی تھی۔ ہم ہوائے نفس کے دھوکہ میں نہیں آئے تھے گو شیطان نے بڑا زور لگایا لیکن تمہاری یہ حالت تھی کہ شیطان نے کہا بچے کو آرام سے سونے دو ابھی اس کی عمر ہی کیا ہے بڑا ہو کر نمازیں پڑھ لے گا۔ تم نے کہا ہاں بچہ ہے آرام کرے۔ تم نہیں جانتے تھے کہ یہ عارضی آرام بڑے لمبے دکھوں پر منتج ہوگا۔ اس کے نتیجہ میں ایک لمبی جہنم کی سزا ملے گی شیطان نے کہا بچہ ہے اسے سینما دیکھ لینے دو اور تم بھول میں آ گئے۔ تم نے شیطان کی آواز کو سنا اور اس کے مطابق تم نے اپنے بچوں پر وہ اخلاقی پابندیاں عاید نہ کیں جو ایک احمدی باپ اور ماں کو کرنی چاہئیں تھیں اور آج تمہیں اور تمہارے بچے کو یہ دن دیکھنا نصیب ہو رہا ہے۔ شیطان نے کہا تمہارا اپنا محنت سے کمایا ہوا مال ہے تم اس مال سے فائدہ اٹھاؤ خدا تعالےٰ جو تمام طاقتوں والا ہے تمہیں ان اموال کی کیا ضرورت ہے۔ تم نے

فرشتوں کی یہ آواز

سن کر کہ خدا تعالےٰ کو ان اموال کی ضرورت نہیں لیکن ان اموال کو خرچ کرنے کی تمہیں ضرورت ہے کیونکہ اس کے بغیر تم اس کی رضا کی جنت کو حاصل نہیں کر سکتے اس کی پروا نہ کی۔ شیطان تمہارے دائیں سے بھی آیا اور بائیں سے بھی آیا۔ تمہارے آگے سے بھی آیا اور تمہارے پیچھے سے بھی آیا وہ ہر زاویہ سے آیا اور ہر زاویہ سے اس نے جو حملہ کیا اس کے مقابلہ میں تم نے شکست کھائی۔ اب جہنم کے بے شمار زاویے ہیں۔ اس دکھ پہنچانے والے ان بے شمار عذابوں اور دکھوں کے جہنم میں تم جلو اور اپنے آپ کو ان تکالیف میں ڈالو۔ شاید ایک عرصہ کے بعد (نہیں کہا جا سکتا کہ کروڑ سال کے بعد اور نہیں کہا جا سکتا کہ ایک ارب سال کے بعد) تمہارے

نفوس کی اصلاح

اس رنگ میں ہو جائے کہ تم اس قابل ہو جاؤ کہ اللہ تعالےٰ کی رضا کی جنتوں میں داخل ہو سکو تب یہ دروازہ جو اس دیوار کے اندر رکھا گیا ہے تمہارے لئے کھولا جائے گا۔ لیکن اس عارضی زندگی کے لئے جو چند سالوں کی ہے اور اس کی خوشیوں کے حصول کیلئے اتنے لمبے عرصہ تک دکھ کون اٹھا سکتا ہے پس آج اپنی فکر کر لو تا کل کو یہ نہ کہنا پڑے اُنْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ۔ اے مومنو! ذرا ٹھہرو ہم بھی تمہارے ساتھ تھے اپنے نور میں سے کچھ نور ہمیں دے دو۔ کیونکہ

چاروں طرف اندھیرا ہے کچھ سمجھ نہیں آرہی کہ کدھر قدم اٹھائیں اور اس ظلمت اور اس اندھیرے میں جو قدم بھی اٹھے گا وہ جہنم کی طرف لے جانے والا ہوگا اس سے قبل اس کے کہ وہ وقت آئے

تم اپنی فکر کرو

اپنوں کی فکر کرو۔ اپنے بچوں کی فکر کرو اپنے رشتہ داروں کی فکر کرو۔ اپنے ماحول کی فکر کرو۔ چند دن سینما دیکھنا۔ چند دن بے پردگی کی راہوں کو اختیار کرنا چند دن عزیزوں پر اور کم علموں پر اور بے بسوں پر تحقیر کی نگاہ ڈالنا۔ چند دن کے لئے عارضی خوشیاں حاصل کرنا اور اس کے مقابلہ میں ایک لمبے عرصہ تک جو شاید ایک کروڑ سال کا ہو یا ایک ارب سال کا ہو۔ دکھوں میں مبتلا رہنا۔ اس کا تصور بھی ہم نہیں کرسکتے جتنا تصور ہم کرسکتے ہیں وہ بھی ہمارے رونگٹے کھڑے کر دیتا ہے رؤاں رؤاں میں ایک لرزہ پیدا کر دیتا ہے اور ہم کانپ اٹھتے ہیں۔ جب ہم سوچتے ہیں۔ جب ہم اپنی نگاہ اپنے گناہوں پر ڈالتے ہیں۔ جب ہم اپنے ربّ کے حضور جھکتے ہیں۔ تو یہی کہتے ہیں کہ اے خدا ہم گنہگار ہیں۔ اپنی طرف سے ہم کوشش کر رہے ہیں مگر کوشش بھی تیرے فضل کے بغیر ممکن نہیں تو فضل کر اور صحیح رنگ میں مجاہدہ کی توفیق عطا فرما۔ تو ہمیں حیات طیبہ کا وارث بنا۔ حیات طیبہ کو ہمارے لئے مقدر کر اور اس حیات طیبہ کے پانے کے لئے ہمیں وہ نور عطا کر جو صراط مستقیم کو ہمارے لئے روشن رکھے۔ اور روحانی درجات زیادہ سے زیادہ ہر آن ہمیں حاصل ہوتے رہیں اور تیرا قرب زیادہ سے زیادہ ہمیں ملتا رہے۔ ہم ان لوگوں کی طرح نہ بنیں جو ظاہر میں تو ایمان لائے لیکن نفاق کے اندھیروں میں انہوں نے اپنی زندگی کے دن گزارے۔ یہ عارضی چیزیں ہیں۔ اس دنیا میں بھی ان کی کوئی خاص لذت نہیں۔ ذہن کا ایک گندہ رجحان ہے جس سے بڑی آسانی کے ساتھ چھٹکارا حاصل کیا جا سکتا ہے۔

پس قبل اس کے کہ وہ دن آئے جو بڑا سخت ہوگا۔ قبل اس کے کہ اللہ تعالیٰ آپ پر ظاہر کرے کہ اس نے اپنی محبت کے دروازے آپ پر بند کر دئے ہیں اس نے اپنے نور کی کرنوں سے آپ کو محروم کر دیا ہے اس نے آپ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے قابل نہیں بنایا۔ قبل اس کے کہ وہ دن آئے تم اپنی فکر کرلو

قرآن کریم نے آپ کو متنبہ کیا ہے

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اسی کام میں اپنی ساری زندگی گزاری ہے۔ آپ نے اپنوں کو بھی اور دنیا کو بھی آگاہ کیا کہ میں ایک نبی ہوں۔ جو خاتم النبیین کے مقام پر کھڑا کیا گیا ہوں۔ میں اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ تمہیں آج متنبہ کروں اور ڈراؤں کہ خدا کے غضب اور اس کے عذاب اور اس کے جہنم سے بچنے کے سامان پیدا کرلو۔ ورنہ ایک دن وہ ہوگا کہ تم پچھتاؤ گے تو سہی لیکن یہ پچھتانا تمہارے لئے فائدہ مند نہ ہوگا۔ آپؐ نے یہ اعلان کیا کہ انسان اپنی کمزوریوں کے باوجود اگر خلوص قلب کے ساتھ اور نیّت صادقہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور جھکے گا اور اس کی راہ میں مجاہدہ کرنے کی کوشش کرے گا تو وہ خدا جو غفور ہے اسے اپنی مغفرت کی چادر میں ڈھانپ لے گا۔ وہ خدا جس کی رحمت ہر چیز پر حاوی ہے اسے اپنی رحمت کے سایہ کے نیچے لے آئے گا۔ اور وہ دن جس کے تصور سے بھی دل کانپ اٹھتا ہے اس دن ایسے لوگوں کی کوئی رسوائی نہ ہوگی۔ انہیں کوئی عذاب نہیں دیا جائے گا۔ انہیں جہنم میں نہیں ڈالا جائے گا بلکہ خدا تعالیٰ کی نگاہ میں ان کی عزت ہوگی۔ ان کو ایسے انعامات دئے جائیں گے جن کا منبع خدائے رحمٰن الرحیم کی ذات ہوگی۔ خدائے غفور انہیں مغفرت کی چادر عطا کرے گا۔ اپنے گناہ بھی وہ بھول جائیں گے۔ دوسروں کا تو کیا وہ اپنی نگاہ میں بھی پاک اور صاف نظر آئیں گے۔ دوسروں نے ان کے اوپر کیا داغ محسوس کرنے ہیں وہ اس رنگ میں ہو کر خدا کے مقرب بندے بن کر اور

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت

کے لائق سمجھے جاتے ہوئے خدا کی رضا کی جنتوں کی طرف چلے جائیں گے لیکن وہ شخص جو آج اس تنبیہ کو نہیں سمجھتا جو نفاق کی رگ اپنے اندر رکھتا ہے وہ ظاہر میں مومنین میں شامل ہے لیکن اس کا ایمان اور اس کا عقیدہ اور اس کے خیالات اور اس کی عادتیں اور اس کے جذبات اور اس کے اعمال مومنانہ نہیں وہ خدا تعالیٰ کی رحمت سے محروم رہے گا۔ جیسا کہ وہ اس دنیا میں اس کی رحمتوں سے محروم ہے وہ خدا تعالیٰ کے نور سے حصہ نہیں پائے گا جس طرح اس نے اس دنیا میں اس نور سے حصہ نہیں پایا اور اندھا بنا دیا گیا اور جو اس دنیا میں روحانی طور پر اندھا اور نابینا ہو وہ اس دنیا میں بھی اندھا اور نابینا ہی ہوگا۔ وہاں اس کو آنکھ عطا نہیں ہوگی۔ وہاں اس کے لئے نور کے سامان پیدا نہیں کئے جائیں گے وہاں اس کے لئے رحمت کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے پس تم تمام بدعتوں کو چھوڑ دو۔ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے اسوہ پر عمل کرنے کی کوشش کرو۔ دنیا اگر خدا تعالیٰ کے حکم اور اس کی ہدایت کے مطابق جائز طریقوں سے حاصل کی جائے اور جائز راہوں سے اسے خرچ کیا جائے تو اس کی آپ کو اجازت ہے بلکہ ہر ایسے عمل میں اللہ نے اپنی رحمت کے خزانے بند رکھے ہوئے ہیں۔ جنہیں آپ حاصل کر سکتے ہیں اگر نیّت ٹھیک ہو تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ بظاہر چھوٹی چھوٹی دنیاوی چیزیں بھی انسان کو ثواب کا حقدار بنا دیتی ہیں۔ تم میں سے ہر ایک کو جو ماں ہے یا ماں بننے والی ہے خدا تعالیٰ نے کہا ہے کہ جنت تمہارے قدموں کے نیچے ہے۔ مطلب یہ کہ اگر تم اعمال صالحہ بجا لاؤ گی اور اس کا ایک حصہ یہ ہے کہ تم اپنی اولاد کی اور ان کی جو تمہارے ماتحت ہیں صحیح تربیت کرو گی۔ اور دنیا کے آراموں میں اور دنیا کی غلط مسرتوں میں انہیں ڈوبنے نہ دو گی بلکہ خدا تعالیٰ کی راہ میں وہ قربانیاں دینے والے، ایثار کے نمونے پیش کرنے والے اور اسلام پر صحیح طور پر قائم ہونے والے ہوں گے (وہ تمہارے ماتحت ہوں بچے ہوں یا دوسرے رشتہ دار) تو پھر تمہارا درجہ جنت میں تمہاری اولاد سے بڑا ہوگا۔ کیونکہ جو مقام تمہاری اولاد کو ملے گا اس سے اوپر تمہارا مقام ہوگا اور یہ کہا جاسکے گا کہ جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔ اگر چاہو تو اپنی اصلاح کرلو اور

جنت میں بھی ایک بزرگ مقام حاصل کرو

اور اگر تم اپنی ذمہ داری کو نہ نباہو۔ اگر تم اپنی اولاد اور اپنے متعلقین کی صحیح تربیت نہ کرو اور اگر تم خود بھی دنیا میں اور اس کی لذتوں میں محو ہو جاؤ اور خدا اور اس کے فضلوں کو بھول جاؤ تو پھر نہ تم جنت میں ہو گی اور نہ تمہارے قدموں کے نیچے جنت ہو گی۔ تم اور تمہاری اولاد (سوائے اس کے جس کو اللہ تعالیٰ اس کی خاص قربانیوں کے نتیجہ میں بچا لے اور محفوظ کر لے۔) جہنم میں پھینک دئے جاؤ گے۔ ایسے لوگوں کے لئے وہاں دوہرا دکھ ہے ایک طرف اپنا دکھ ہوگا اور دوسری طرف بچے (لڑکے اور لڑکیاں) اور دوسرے متعلقین ان سب کو جب وہ جہنم کی آگ میں جھلستا اور تڑپتا دیکھیں گے تو انہیں کیسے چین نصیب ہوگا۔ جہنم کے اندر ایک اور جہنم بن جائے گی۔ تم میں سے جو محبت کرنے والی مائیں ہیں وہ بچے کی بیماری ایک رات کے لئے بھی برداشت نہیں کر سکتیں۔ وہ بچے کے سرہانے بیٹھی رہتی ہیں اور اپنا سب کچھ اس پر قربان کر دیتی ہیں۔ تو تم سوچو کہ اگر تم اپنے بچوں کو (اپنی لڑکیوں اور لڑکوں کو) ایک لمبے عرصہ تک جہنم کی آگ میں تڑپتا دیکھو گی تو کیا تمہارے لئے جہنم کے علاوہ ایک اور جہنم کی آگ دلوں میں نہ سلگ اٹھے گی۔ اس دن پچھتایا تو جا سکتا ہے لیکن اس دن کچھ کیا نہیں جا سکتا۔ اس لئے تم اس دن سے پہلے اپنی حفاظت بھی کرلو اور اپنے بچوں (لڑکوں اور لڑکیوں) کی حفاظت بھی کرلو۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے اور خدا ایسے سامان پیدا کرے کہ ہم اس کی رحمت سے حصہ لینے والے ہوں۔ اس کے غضب سے حصہ لینے والے نہ ہوں۔ خدا کرے کہ ہم اس کے نور سے نور حاصل کرنے والے ہوں شیطان سے اس کے اندھیرے حاصل کرنے والے نہ ہوں۔ خدا کرے کہ وہ جو حیات کا سرچشمہ اور منبع ہے اس سے ہم

ابدی حیات طیبہ

پانے والے ہوں۔ اور شیطان جس کے پاس کچھ بھی نہیں ہے جو باقی رہنے [illegible] نے فرمایا ہے کہ [illegible] عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ [illegible] شیطان کے پاس [illegible] بھی ہے وہ ہمیشہ رہنے والا نہیں [illegible] والا ہے۔ پس ہم [illegible] کریں جو وقتی طور پر ہمیں [illegible] خوشی پہنچا کر ہمیں حقیقی اور ابدی [illegible] محروم کر دے۔ خدا کرے [illegible] عزت حاصل ہو اور اس کی نگاہ [illegible] نہ جائیں۔ خدا کرے [illegible] کبھی عزت حاصل نہ ہو۔ اور اس کے غضب اور نفرت اور حقارت اور غصہ کی نگاہ ہم پر نہ پڑے تا وہ یہ سمجھے کہ خدا کے یہ بندے خدا سے پیار کرنے والے اور مجھ سے انتہائی نفرت اور حقارت کا برتاؤ کرنے والے ہیں۔ اور میری آواز پر لبیک نہیں کہتے۔ خدا کرے کہ یہ سب ہمیں حاصل ہو

خدا کرے

کہ اس دنیا میں بھی خدا کی جنتوں میں ہم رہیں اور خدا کرے کہ جب ہم اس دنیا سے رخصت ہوں تو ہم اور ہمارے بچے اور ہمارے رشتہ دار اور ہمارے لواحقین اور متعلقین بھی خدا کی جنت میں ہوں تا اس جنت کا دوہرا مزہ ہمیں حاصل ہو۔ ایک ذاتی مسرتوں اور خدا تعالیٰ کی قدرت کے ذاتی جلووں کو دیکھ کر اور ایک اللہ تعالیٰ کی رضا کے جلووں کو اپنے بچوں پر نازل ہوتے دیکھ کر

خدا کرے

کہ ہم ہمیشہ حقیقی مومن رہیں

آمین

(الفضل ۷ ہجرت ۱۳۴۷ ہش)

بھدرواہ کے غیر مبایعین کا عذرِ گناہ بدتر از گناہ

از مکرم مولوی عبد الحق صاحب فضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ

انسان جب ایک غلط قدم اٹھا کر اس پر اصرار کرتا ہے تو اس جھوٹ کو سچ کر دکھلانے کے لئے اسے متعدد غلط قدم اٹھانے پڑتے ہیں۔ یہی حالت بھدرواہ کے پیغامیوں کی ہے

امسال کشمیر کے دورہ پر جاتے ہوئے جولائی کے آخر میں ایک طے شدہ پروگرام کے تحت ہمارا وفد بھدرواہ میں بھی تین چار روز مقیم رہا۔ اسی اثناء میں غیر مبایعین کے ساتھ کامیاب تبادلۂ خیالات بھی ہوا اور مقامی جماعت کے ساتھ پیغامیوں کی شرائط مناظرہ بھی طے ہوئیں۔ لیکن طے شدہ شرائط مناظرہ کا کاغذ پیغامیوں کے جنرل سیکرٹری عبد الحفیظ صاحب نے مبایعین کے ہاتھ سے جھپٹ کر چھین لیا اور منہ میں ڈال کر چبا گئے۔ اور اس طرح مناظرہ نہ ہو سکا۔ اس کی مفصل رپورٹ ہماری جانب سے اخبار بدر ۱۵ اگست میں مع رپورٹ جناب ماسٹر عبد الرزاق صاحب صدر جماعت احمدیہ بھدرواہ شائع ہو چکی ہے۔ اس کے بعد ان منکرین خلافت کے سامنے دو ہی راستے تھے۔ کہ یا تو وہ اس حقیقت کا اعتراف کر لیتے جو اس رپورٹ میں شائع ہو چکی ہے اور یا حلفیہ بیان شائع کر دیتے کہ جماعت احمدیہ بھدرواہ کی رپورٹ غلط ہے۔ لیکن ان لوگوں نے ان دونوں میں سے کوئی راستہ اختیار نہیں کیا۔ ان لوگوں کی وہ رپورٹ جو اس کے بعد ۱۱ اور ۲۵ ستمبر کے "پیغام صلح" میں شائع ہوئی ہے اس میں نہ اس رپورٹ کی تصدیق کی گئی ہے نہ تردید۔ بلکہ مزید کذب بیانیوں پر مشتمل ایک پلندہ شائع کر دیا گیا ہے

حدیثِ نبوی رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں البینۃ علی المدعی والیمین علی من انکر۔ یعنی ثبوت دینا مدعی کے ذمہ ہوتا ہے۔ اور اگر مدعا علیہ انکار کر دے تو اس پر حلف واجب ہوتی ہے۔

ہم نے اپنا دعوےٰ مقامی جماعت کے تصدیقی ثبوت کے ساتھ اخبار بدر ۱۵ اگست میں پیش کر دیا ہے۔ اب بھدرواہ کے ان غیر مبایعین سے ہمارا مطالبہ ہے (جو شرائط مناظرہ طے ہوتے وقت مسجد احمدیہ میں موجود تھے) کہ یا تو وہ اس حقیقت کا اعتراف کر لیں یا پھر مؤکد بعذاب حلف کے ساتھ انکار کر کے شائع کریں

آپ ہی بتا دیں کہ کیا

- ـــ آپ لوگ مسجد احمدیہ بھدرواہ میں شرائط مناظرہ طے کرنے کے لئے پہنچے تھے۔؟
- ـــ کوئی شرائط مناظرہ ضبطِ تحریر میں آئی تھیں ؟
- ـــ مسئلہ نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور ولادتِ مسیح ناصری بے باپ یا با باپ موضوعاتِ مناظرہ طے پائے تھے؟
- ـــ بعدہٗ آپ کے پراونشل سیکرٹری صاحب آپ لوگوں پر ناراض ہوئے تھے اور کہا تھا کہ میں خود چار بجے آکر شرائط مناظرہ طے کروں گا جسے آپ نے رد کر دیا تھا
- ـــ صدر جماعت احمدیہ کی طرف سے مطالبہ ہوا تھا کہ جنرل سیکرٹری صاحب لکھ دیں کہ اب چار بجے نئے سرے سے شرائط مناظرہ طے ہوں گی
- ـــ پھر عبد الحمید صاحب غیر مبائع نے ماسٹر عبد الکریم صاحب کے اشارہ پر نئے سرے سے شرائط مناظرہ طے کرنے کا مطالبہ کیا تھا جسے مبایعین نے مان لیا تھا ؟
- ـــ دوبارہ شرائط مناظرہ طے کرتے وقت آپ لوگوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت بے باپ تسلیم کر لی تھی۔ اور یہ سب کچھ ضبطِ تحریر میں آ گیا تھا ؟
- ـــ پھر آپ کے جنرل سیکرٹری صاحب عبد الحفیظ صاحب نے وہ مصدقہ فریقین کا غذ جھپٹ کر مبایعین کے ہاتھ سے چھین لیا تھا ؟
- ـــ جس پر ایک شور اٹھا اور مبایعین نے کاغذ حاصل کرنے کی کوشش کی۔
- ـــ لیکن پیغامیوں کے جنرل سیکرٹری عبد الحفیظ صاحب نے جلدی سے کاغذ منہ میں ڈال کر چبا لیا تھا۔

اگر آپ لوگ اس کا انکار کرتے ہیں تو حدیثِ نبوی کے مطابق اپنا حلفیہ بیان شائع کریں۔ ورنہ کذب بیانیوں سے اخبار "پیغام صلح" کے اوراق سیاہ کر کے آپ لوگ حقیقت پر پردہ نہیں ڈال سکتے

اس اصولی اور فیصلہ کن نوٹ کے بعد ہم "پیغام صلح" کے متعلقہ مضمون کا جائزہ لیتے ہیں۔

مناظرہ مضمون کا آغاز اس طرح ہوتا ہے:۔

"گزشتہ سال قادیانی مبلغین کا ایک وفد پانچ علماء پر مشتمل وارد بھدرواہ ہوا تھا جس نے ہماری جماعت کو للکار للکار کر بحث و مناظرہ کے لئے پکارا"

(پیغام صلح ۱۱ ستمبر)

مضمون نگار کی یہ بدترین کذب بیانی ہے کیونکہ ہماری جانب سے ہرگز مناظرہ کا کوئی چیلنج نہیں دیا گیا تھا۔ تین روز وفد بھدرواہ میں مقیم رہا تھا اور تینوں روز عظیم الشان اجلاس منعقد ہوتے رہے تھے جن میں غیر مسلم اور غیر احمدی کثیر تعداد میں شرکت کرتے رہے۔ یہ دیکھ کر ان چند بے اثر پیغامیوں کے سینہ پر سانپ لوٹنے لگا۔ اور انہوں نے دوران اجلاس میں بعض غیر متعلق سوالات لکھ کر بھیجنے شروع کئے۔ حسب موقع ہماری جانب سے دوران تقریر میں ہی جوابات دئے گئے اور یہ اعلانِ عام بھی کر دیا گیا تھا کہ ہمارا وفد تین روز یہاں قیام کرے گا۔ اوقاتِ اجلاس کے علاوہ کسی وقت بھی مسلم یا غیر مسلم دوست ہماری جائے قیام پر تشریف لا کر اپنے سوالات کے جوابات حاصل کر سکتے ہیں۔ بعض غیر مسلم اور غیر احمدی احباب نے اس سے استفادہ بھی کیا۔ لیکن پیغامیوں میں سے کسی کو بھی یہ جرأت نہ ہوئی کہ بالمشافہ گفتگو میں حصہ لے سکیں اور حقیقت یہ ہے کہ ہم ان چند بے اثر پیغامیوں کو قابل التفات نہیں سمجھتے جو داڑھی اور مونچھ تک انگریز سے منڈواتے ہیں اور علومِ عربی اور دینیات سے بے بہرہ ہونے کے باوجود پیغامیوں کے پراونشل اور جنرل سیکرٹری کہلاتے ہیں۔ چہ جائیکہ ہم ان کو مناظرہ کا چیلنج دیتے پھریں۔ پس یہ مضمون نگار کی بدترین کذب بیانی ہے جسے بھدرواہ کے سب لوگ جانتے ہیں۔ بعدہٗ ان لوگوں نے ایک کذب بیانی سے بھرپور پلندہ گزشتہ سال پیغام صلح میں شائع کروایا تھا جس کا جواب جناب امیر وفد مولانا بشیر احمد صاحب فاضل بدر میں شائع فرما چکے ہیں۔

حالیہ دورہ

امسال حسب پروگرام ہمارا وفد وادیٔ کشمیر کو جاتا ہوا تین چار روز بھدرواہ میں قیام پذیر ہوا۔ غیر مبایعین بھی استفادہ کرنے اور محقق کے روپ میں ہمارے پاس پہنچے۔ تھوڑی دیر تبادلۂ خیالات کرنے پر ہی ان کو اپنی حقیقت معلوم ہو گئی۔ اور غصے میں آ گئے۔ ہم لوگوں نے ان کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش کی۔ لیکن ان کے ایک دوست جو غصے میں بہت لال پیلے ہو رہے تھے نے کہا کہ ہم غصے میں تو نہیں آتے۔ لیکن آج ہم بتانا چاہتے ہیں کہ ہمیں بھی غصہ کرنا آتا ہے۔ پھر ان لوگوں نے کہا کہ ہم مناظرہ کریں گے۔ ہماری طرف سے جواب دیا گیا کہ مناظروں میں اکثر فتنہ و فساد کا خطرہ ہوتا ہے۔ اور بہت کم لوگ مناظرہ سے فائدہ اٹھاتے ہیں اس کے لئے باقاعدہ شرائط طے کرنی پڑتی ہیں اور خصوصی انتظامات کرنے پڑتے ہیں اس لئے ہم لوگ کسی کو زبانی مناظرہ کا چیلنج دینے سے اجتناب کرتے ہیں۔ البتہ اگر فریق ثانی ہمیں چیلنج دے تو ہم حسب حالات قبول کر لیتے ہیں۔ اس کے بعد ان لوگوں نے ماسٹر عبد الکریم صاحب کو بھی بلا لیا اور انہوں نے ایک چیلنج لکھا جس میں لکھا کہ:۔

"آپ کی خواہش اور مطالبہ کے مطابق ...... چیلنج کرتے ہیں۔"

ہماری طرف سے اس کا تحریری جواب محترم امیر وفد نے یہ دیا کہ:۔

"میں نہیں سمجھ سکا کہ ہماری طرف سے کب یہ مطالبہ ہوا جو ہماری طرف آپ نے غلط رنگ میں منسوب کیا ہے۔"

اس چٹھی کے بعد جناب عبد الحفیظ صاحب جنرل سیکرٹری غیر مبایعین نے غیر مبہم الفاظ میں مناظرہ کا چیلنج دے دیا جس کے جواب میں محترم امیر وفد نے انہیں تحریر فرمایا کہ آپ پریذیڈنٹ صاحب کے پاس آ کر شرائط طے کر لیں۔ چنانچہ جنرل سیکرٹری صاحب اپنے متعلقین کے ساتھ مسجد احمدیہ میں پہنچے اور شرائط مناظرہ طے ہوئیں اور پھر طے شدہ شرائط مناظرہ کا کاغذ مبایعین سے چھین کر غیر مبایعین کے جنرل سیکرٹری صاحب منہ میں ڈال کر چبا گئے۔ اور اس طرح مناظرہ نہ ہو سکا لیکن ملاحظہ ہو غیر مبایعین کی جسارت کہ اس عبرت ناک انجام پر بھی یہ انہیں شرماتے اور پیغام صلح کے اوراق کذب اور غلط بیانیوں سے سیاہ کرتے جا رہے ہیں۔

پس وفد کی جانب سے نہ مناظرہ کرنے سے انکار کیا اور نہ ہی یہ کہا گیا کہ مناظرہ مقامی جماعت سے کر لیں۔ یہ بھی مضمون نگار کی بدترین کذب بیانی ہے۔ البتہ مناظرہ کی شرائط مقامی حالات کے مطابق مقامی جماعت ہی مناسب رنگ میں طے کر سکتی ہے۔ لہٰذا مقامی جماعت کے ساتھ ان لوگوں نے شرائط مناظرہ طے بھی کیں اور پھر چھین کر چبا بھی

گئے۔

حقیقت یہ ہے کہ بھدرواہ میں جماعتِ احمدیہ ایک مضبوط اور فعّال اور بااثر جماعت ہے۔ اس لئے ان لوگوں کو بار بار کہا گیا کہ آپ جو کچھ طے کرنا چاہتے ہیں وہ مقامی جماعت کے ساتھ طے کرلیں۔ ہم لوگ طے شدہ پروگرام کے تحت سفر کرتے ہیں لہٰذا ہم لوگ اس پروگرام کو توڑ نہیں سکتے۔ مقامی جماعت کے ساتھ آپ ہر وقت مناظرہ طے کر سکتے ہیں۔ وہ جب کوئی مناظرہ طے ہو جائے گا تو خود مرکز سے کسی مبلغ کا مطالبہ کرے گی۔ لیکن ان لوگوں میں اتنی جرأت تو ہے نہیں کہ مقامی جماعت کے مقابل پر آسکیں یہ محض وفد کے پروگرام کو درہم برہم کرنے کی سازش اور شرارت تھی جس میں ان پیغامیوں کو عبرت ناک شکست کا منہ دیکھنا پڑا سے

شریروں پر پڑے ان کے شرارے
نہ ان سے رک سکے مقصد ہمارے

امیرِ وفد

مضمون نگار لکھتا ہے :-

" امیرِ وفد مولانا بشیر احمد صاحب نے ایک رقعہ ہماری طرف بھیجا کہ ہم مناظرہ نہیں کریں گے "

اس کا جواب قرآن کریم کی زبان میں یہ ہے کہ لعنت اللہ علی الکاذبین۔ مضمون نگار کا فرض ہے کہ اس رقعہ کو شائع کرے جس میں یہ لکھا ہوا ہے کہ

" ہم مناظرہ نہیں کریں گے "

پھر لکھا ہے کہ :-

" یہ مضحکہ خیز بات کہی کہ مسیح موعود علیہ السلام کی تمام کتب کا خلاصہ " ایک غلطی کا ازالہ " نامی سہ ورقہ اشتہار میں ہے "

اس جملہ میں بھی مضمون نگار نے بدترین کذب بیانی سے کام لیا ہے۔ کیونکہ ہماری جانب سے یہ کہا گیا تھا کہ مسئلہ نبوت پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس رسالہ میں بہر حاصل بحث فرمائی ہے لہٰذا فریقین مشترکہ اخراجات پر اس رسالہ کو کثیر تعداد میں شائع کریں اور اس پر اپنی جانب سے یہ نوٹ لکھ دیں کہ فریقین حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اسی قسم کا نبی مانتے ہیں جس قسم کا نبی ہونے کی وضاحت حضور نے اس رسالہ میں فرمائی ہے۔ اس سیدھے طریق کو بھی پیغامیوں نے نہیں مانا۔

ماسٹر عبد الکریم صاحب

مکرم عبد الحی صاحب مضمون نگار کے والد محترم ماسٹر عبد الکریم صاحب وہ شخص ہیں جنہوں نے آج سے چند سال قبل حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اپنے گناہوں کا اقرار کر کے ایک معافی نامہ بھیجا تھا جو اب بھی محفوظ ہے۔ اور یہی صاحب ان چند پیغامیوں کے روحِ رواں ہیں اور ان کے پراونشل سیکرٹری کہلاتے ہیں اسی سے قارئین کرام بھدرواہ کے پیغامیوں کی اصلیت کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ یہی ماسٹر صاحب ہیں جنہوں نے حالیہ دورہ کے موقع پر ایک چٹھی غلط بیانیوں پر مشتمل تھی جو مسجد میں سنادی گئی تھی۔ بفضلہ تعالیٰ خاکسار نے وہیں اس کا جواب بھی دے دیا تھا جس کے سامنے وہ آج تک ساکت و جامد دکھائی دے رہے ہیں۔ اسی مضمون کے متعلق کذب بیانی کرتے ہوئے مضمون نگار لکھتا ہے کہ :-

" ہمارا مفصّل اور مدلّل خط قادیانی ایوان میں پہنچا تو مولانائے قادیان نے خط کو صیغۂ اخفاء میں رکھنا چاہا۔ بڑے لے دے اور جھگڑے کے بعد با دلِ ناخواستہ چند لوگوں کو یہ خط دکھایا گیا الخ "

مضمون نگار کی یہ بھی بدترین کذب بیانی ہے۔ نہ کچھ لے دے ہوئی نہ جھگڑا ہوا تھا۔ بلکہ ان کی چٹھی پوری مجلس میں پڑھ کر سنادی گئی۔ اور اس کا مسکت جواب بھی دیا گیا بہرحال یہ مضمون جو " پیغام صلح " کی دو اقساط میں شائع ہوا ہے اسی قسم کی کذب بیانیوں کا پلندہ ہے۔ جن میں سے مشتے از خروارے کے طور پر بعض کی نشاندہی کر دی گئی ہے

عقائد

مضمون نگار نے عقائد کے متعلق بھی غلط تاثر دینے کی کوشش کی ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ :-

" قادیانی دوست اور ان کے علمائے کرام کے غلط عقائد ...... نے مجموعی طور پر تمام سلسلہ کو بدنام کر دیا ہے ...... اس کی ترقی میں ایک دیوار حائل کر دی ہے "

اس کا جواب یہ ہے کہ الٰہی سلسلوں کی مخالفت تو ضرور ہوا کرتی ہے جس سے آپ کو بھی انکار نہیں۔ لیکن جماعت احمدیہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر شعبۂ زندگی میں اور ہر طور سے ترقی کرتی جا رہی ہے۔ البتہ منکرینِ خلافت ہر پہلو سے تعرِ مذلت میں گرتے جا رہے ہیں اور یہ سب کچھ ان کے صحیح عقائد سے ہٹ جانے کا نتیجہ ہے۔ آج ہندوستان میں پیغامیوں کا کوئی تربیت یافتہ مبلغ نہیں ہے۔ ہندوستان بھر میں ان کی تعداد انگلیوں پر شمار کی جا سکتی ہے۔ البتہ بھدرواہ اور وادیٔ کشمیر میں سری نگر اور پاڑی پورہ میں چند ایک پیغامی ضرور موجود ہیں جو اپنے عقائد کی کمزوریوں کو دیکھ کر عملاً رہے ہیں اور غلط بیانیوں کے ذریعہ سے پیغامیوں کی گرتی ہوئی دیوار کو سہارا دینا چاہتے ہیں۔ اور ہر مرتبہ ناکامی کا منہ دیکھتے ہیں پس آپ اپنا گناہ جماعت احمدیہ کے سر تھوپنے کی کوشش نہ کریں۔ اگر آپ کو اب بھی یقین نہ آئے تو پیغامیوں کے ایک معزز رکن الحاج شیخ میاں محمد صاحب مرحوم کا مندرجہ ذیل بیان پڑھ لیں کہ :-

" یہاں لاہور میں کام شروع کئے ہوئے ہمیں ۲۷ سال گزر چکے ہیں اور ہم اس چار دیواری سے باہر نہیں نکلے ...... بحثیں ہوتی ہیں کہ ہماری ترقی میں کیا روکیں ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ جماعت قادیان نے دعویٰ نبوت کو حضرت امامِ زماں کی طرف منسوب کر کے اور دوسرے تمام مسلمانوں کو کافر کہہ کر ایک بہت بڑی روک پیدا کر دی ہے۔ لیکن ان اعتقادات کے باوجود ان کی ترقی تو بدستور ہو رہی ہے ...... میرے خیال میں ہماری ترقی کے رکنے کی وجہ یہ ہے کہ ہمارا مرکز دلکش نہیں ...... بہت سے نوجوان ہمارے سامنے ہیں جن کے باپ دادا سلسلہ پر عاشق تھے ان نوجوانوں میں وہ روح آج مفقود ہے "

(پیغام صلح ۶ر فروری ۱۹۵۲ء)

مضمون نگار لکھتا ہے :-

" اے قادیانی دوستو! ہمارا کام تو تمہیں جھنجھوڑنا ہے کہنا ہے۔ بیدار کرنا ہے۔ "

ہم ان کی اس ہمدردی کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ایک تازہ واقعہ بھی سنا دیتے ہیں۔ امسال وفد کے دورہ میں خاکسار کا تقرر بھدرواہ کے لئے پاڑی پورہ میں ہوا تھا۔ اسی دوران میں بعض پیغامی دوستوں سے معلوم ہوا کہ غیر مبائعین کے مبلغین بھی پاڑی پورہ میں تبلیغی دورہ پر آرہے ہیں۔ درمیان میں ہمارے وفد کا پروگرام دو روز سری نگر میں قیام کرنے کا تھا اسی وقفہ کے دوران بھدرواہ کے یہی چند مبلغ پاڑی پورہ میں پہنچے اور معلوم ہوا کہ ان کے علاوہ عزیز کاشمیری صاحب سری نگر سے اور پروفیسر نور الدین صاحب پہنچ گئے محترم نذیر صاحب کاشمیری کے مکان میں ہی اجلاس ہوا۔ پیغامیوں کے یہ جملہ مبلغین ڈاڑھی مونچھ استرے سے منڈوائے ہوئے تھے۔ اور عزیز کاشمیری صاحب کے سوا باقی جملہ مبلغین نے ننگے سر کھڑے ہو کر تقریریں کیں۔ البتہ صدر جلسہ سری نگر سے ایک ٹیلر ماسٹر پیغامی دوست تھے جن کے ڈاڑھی بھی تھی اور عمامہ بھی سر پر رکھا تھا۔

یہ اجلاس تو جماعت احمدیہ کو جھنجھوڑنے کے لئے ہوا اور جماعتِ احمدیہ نے بھی ان مبلغین کے حلیے اور طور طریق دیکھ کر سمجھ لیا کہ یہ ہمارے کیسے ہمدرد ہیں جیسے بہرحال پاڑی پورہ کے پیغامی ان مبلغین کو دیکھ کر سخت مایوس ہوئے۔ اور ان کو پیغامیت کی حقیقت معلوم ہو گئی۔

مضمون نگار نے بھی اس مخصوص ذہنیت کا شکار ہو کر جو پیغامیت میں راسخ ہو چکی ہے جماعتِ احمدیہ کے مبلغین اور ان کے عمامہ وغیرہ کا اپنے مضمون میں مذاق اڑایا ہے ٹھیک ہے سے

کند ہم جنس باہم جنس پرواز
کبوتر با کبوتر باز با باز

آخر میں پھر ہم مضمون نگار کی توجہ دلاتے ہیں کہ وہ بتائیں کہ

- مسجد احمدیہ بھدرواہ میں شرائطِ مناظرہ طے ہوئی تھیں یا نہیں ؟
- معاہدہ فریقین شرائطِ مناظرہ کا نقل آپ کے جنرل سیکرٹری نے مبائعین سے جھپٹ کر چھینا تھا یا نہیں ؟
- پھر عبد الحفیظ صاحب پیغامیوں کے جنرل سیکرٹری نے وہ کاغذ منہ میں ڈال کر چبا لیا تھا یا نہیں ؟

وغیرہ وغیرہ۔

اس کے متعلق مکرم عبد الحفیظ صاحب بالخصوص، اور باقی متعلقہ پیغامی حضرات بالعموم مؤکد بعذاب حلفیہ بیان شائع کریں تاکہ سب لوگ حقیقتِ حال سے آگاہ ہو جائیں۔

وما علینا الا البلاغ

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کا

احمدی بچوں سے خطاب !

" میں آج احمدی بچوں (لڑکیوں اور لڑکوں) سے اپیل کرتا ہوں کہ اے خدا اور خدا کے رسول کے بچو! اٹھو اور آگے بڑھو اور تمہارے بڑوں کی غفلت کے نتیجہ میں وقفِ جدید کے کام میں جو رخنہ پڑ گیا ہے اسے پر کر دو۔ اور اس کمزوری کو دور کر دو جو اس تحریک کے کام میں واقع ہو گئی ہے۔ "

انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

سرینگر میں جماعتِ احمدیہ کا تبلیغی و تربیتی جلسہ

بقیہ صفحہ اوّل

اس میں ہزاروں جانوں کا نقصان ہوا۔ اس کے بالمقابل رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم نے جو انقلاب فتح مکہ کے موقع پر بپا کیا اس میں ایک قطرہ خون بھی نہیں بہایا گیا۔

عرب اور اسرائیل کی جنگ کا تذکرہ کرتے ہوئے قرآن مجید اور احادیث سے ثابت کیا کہ یہ واقعات پہلے سے قرآن مجید اور رسولِ پاک صلے اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمادیے تھے

خاکسار کی تقریر ڈیڑھ گھنٹہ تک جاری رہی اور حاضرین نے نہایت ہی دلچسپی اور دلجمعی سے اس تقریر کو سنا اور بعد اختتام جلسہ بعض احباب نے یہ خواہش بھی کی کہ یہ تقریر بصورت ٹریکٹ شائع ہو کر کثیر تعداد میں تقسیم ہونی چاہیئے۔

اگرچہ یہ جلسہ مقامی حیثیت رکھتا تھا پھر بھی متعدد احمدی احباب بانڈی پورہ، مانلو، باڑی پورہ کنی پورہ، ہاری پاری گام آسنور اور شورت سے تشریف لائے تھے غیر احمدی احباب بھی کافی تعداد میں شریک ہوئے۔ اگرچہ پہلے اجلاس میں حاضری قدرے کم تھی لیکن دوسرے اجلاس میں کافی غیر احمدی معززین شریک ہوئے

صدارتی تقریر اور دعا کے بعد یہ اجلاس بخیر و خوبی ۷ بجے شام اختتام پذیر ہوا۔ فالحمد للہ علی ذالک

اس جلسہ کے انعقاد میں مکرم بابو تاج الدین صاحب صدر جماعت احمدیہ سرینگر و پراونشل امیر کی زیر نگرانی اکثر احباب نے کام کیا۔ اور تعاون فرمایا۔ بالخصوص مکرم ماسٹر نذیر احمد صاحب، عزیزم فضل اکرام صاحب اور مکرم بابو محمد یوسف صاحب آف جموں نے رات دن محنت کر کے اس جلسے کو کامیاب کیا۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء

جلسہ کے بعد وفد کا سرینگر میں قیام

جماعتِ احمدیہ سرینگر نے یہ بھی فیصلہ کیا کہ جلسے کے بعد تبلیغی و تربیتی وفد کے اراکین دس روز تک سرینگر میں قیام کریں۔ چنانچہ مورخہ ۱۷ $\frac{9}{68}$ تک وفد کا قیام سرینگر میں رہا۔

دورانِ قیام سرینگر وفد نے سرینگر شہر کے متعدد مقامات پر جا کر احباب سے ملاقاتیں کیں اور لٹریچر تقسیم کیا۔ چنانچہ مندرجہ ذیل جگہوں پر وفد کے اراکین نے تبلیغی کام سرانجام دیا۔

حضرت بل، محلہ خانیار۔ حبہ کدل، زینہ کدل۔ فتح کدل۔ تلمداں پورہ بیتھر مسجد جامع مسجد سرینگر۔

پوسٹر میں یہ بھی اعلان کیا گیا تھا کہ ملاقات کرنے والے احباب شام پانچ بجے سے رات دس بجے تک مسجد احمدیہ میں ملاقات کر سکتے ہیں چنانچہ ان اوقات میں قریباً روزانہ شہر کے متعدد افراد مسجد احمدیہ میں ملاقات کے لئے تشریف لاتے رہے۔ اور مذہبی گفتگو کا یہ سلسلہ دیر تک جاری رہتا۔

وفد کے عرصۂ قیام سرینگر میں شہر کے اکثر حصوں میں احمدیت کا پیغام پہنچایا گیا۔ شہر کے مختلف حصوں میں جا کر تبلیغ کرنے کے سلسلہ میں مکرم بابو محمد یوسف صاحب آف جموں نے قابل قدر تعاون فرمایا۔ آپ متعدد مقامات پر وفد کے ہمراہ تشریف لے جاتے رہے جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

محترم بابو صاحب کی صحت ان دنوں کافی کمزور ہے تاہم جواں ہمت ہیں۔ قارئین کرام سے ان کی صحت کے لئے دعا کی درخواست ہے

بالآخر اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان مساعی کے بہترین ثمرات عطا فرماوے اور جماعت احمدیہ سرینگر کی ان کوششوں کو بارور فرمائے۔ اور آیندہ بھی احباب جماعت کو احمدیت کی خدمات کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرماوے

آمین ثم آمین

الحاج بشیر احمد

مبلغ سلسلہ احمدیہ

شورت کشمیر میں ایک تبلیغی اجلاس

شورت ایک بڑی بستی ہے جس کی آبادی نصف سے کچھ کم احمدی ہے جماعتِ احمدیہ کی دو مساجد یہاں پر ہیں۔ مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم رکنِ وفد یہاں پر مقیم ہیں کافی غیر احمدی احباب احمدیت سے متاثر ہیں گزشتہ ایام میں بیج بہاڑہ کے ایک نام نہاد مفتی مولوی مقبول احمد شاہ صاحب نے شورت میں قیام کر کے جماعت احمدیہ کے خلاف اشتعال پھیلانے کی کوشش کی تھی لیکن چند یوم میں ناکام ہو کر واپس چلے گئے اور شاید اب وہ شورت میں کچھ عرصہ نہیں آئیں گے۔

چک امرچھ کے جلسہ سے فارغ ہو کر اراکین وفد ۲ ستمبر کو شورت پہونچ گئے۔ بعد نماز مغرب و عشاء چھوٹی مسجد سے ملحقہ میدان میں زیر صدارت مکرم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل امیر وفد اجلاس منعقد ہوا تلاوت قرآن کریم مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم نے کی اور کلام ناظر سے ایک تبلیغی نظم کشمیری زبان میں خود ناظر صاحب محترم نے ہی خوش الحانی سے سنائی۔ مکرم ماسٹر غلام نبی صاحب صدر جماعت احمدیہ کنی پورہ نے ایک مبسوط تقریر کشمیری زبان میں کی اور چند اختلافی مسائل پر روشنی ڈالی۔ پھر عزیز عبد الرشید صاحب متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان نے خوش الحانی سے نظم پڑھی۔ بعدہٗ خاکسار نے صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر تقریر کی جس میں فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا الخ اور لَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا الخ آیات سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت ثابت کی اور مخالف علماء کی ناکامی، اور عبرتناک انجام کو اور اس کے مقابل پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کی دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کو پیش کیا۔

خاکسار کی تقریر کے بعد مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم نے "احمدی اور غیر احمدی میں فرق" کے موضوع پر تقریر کی۔ آپ نے مسئلہ حیات و مماتِ مسیح۔ لا نسخ فی القرآن اور ظہور مسیح و مہدی پر روشنی ڈالتے ہوئے ثابت کیا کہ آج صرف جماعتِ احمدیہ ہی حقیقی اسلام کی علمبردار ہے

آخر میں صدرِ محترم نے ایک مبسوط اور مدلل تقریر دورِ حاضرہ میں قرآن کریم کی پیشگوئیاں کے موضوع پر کی اور بالآخر غیر احمدیوں کی جانب سے اٹھائے گئے سوالات، تصویر کشی اور مسئلہ نبوت وغیرہ کے جوابات دئے۔ بعد شکریہ و دعا اجلاس بخیر و خوبی انجام پذیر ہوا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے حاضری بہت کافی تھی۔ مستورات کے لئے پردہ کا انتظام بھی تھا۔ لاؤڈ سپیکر کا بھی اچھا انتظام تھا غیر احمدی دوست بھی کثیر تعداد میں جلسہ میں شریک ہوئے اور بہت اچھا اثر لے کر گئے۔ احباب کرام دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے سینے صداقت کے لئے کھول دے اور احباب جماعت کی مساعی میں خاص برکت رکھ دے اور دینی اور دنیوی انعامات سے وافر حصہ عطا فرمادے آمین والسلام خاکسار

عبد الحق فضل رکن تبلیغی و تربیتی وفد باڑی پورہ

منظوری عہدیداران جماعت احمدیہ کلکتہ برائے سال ۱۳۴۷ تا ۱۳۴۹ ہش مطابق ۱۹۶۸-۷۰ء

۱۔ سیکرٹری مال — مکرم سید محمد نور عالم صاحب
۲۔ سیکرٹری تبلیغ — مکرم سید منشرق علی صاحب
۳۔ سیکرٹری تعلیم و تربیت — مکرم منشی محمد شمس الدین صاحب
۴۔ سیکرٹری امور عامہ — مکرم میاں محمد صدیق صاحب بانی
۵۔ سیکرٹری وصایا — مکرم منشی محمد شمس الدین صاحب
۶۔ سیکرٹری جائداد — مکرم میاں محمد صدیق صاحب بانی
۷۔ سیکرٹری ضیافت — مکرم میاں محمد حسین صاحب
۸۔ آڈیٹر — مکرم میاں منیر احمد صاحب

نوٹ:۔ قبل ازیں امیر جماعت مکرم سید کریم بخش صاحب اور نائب امیر مکرم میاں محمد نور عالم صاحب ایم اے کی منظوری بعد منظوری حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ اخبار بدر میں شائع ہو چکی ہے

ناظر اعلےٰ قادیان

ولادتیں:۔ ۱۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مکرم وسیع الدین صاحب سیکرٹری مال تربیلہ ڈیم کو بیٹا عطا فرمایا ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے نام وسیم الدین احمد تجویز فرمایا ہے۔ نومولود مکرم بشیر الدین صاحب بھاگلپوری کا نواسہ اور مرحوم عبد الرحیم صاحب مدراسی کا پوتا ہے۔ احباب نومولود کی صحت و سلامتی اور درازی عمر کے لئے دعا فرمادیں خاکسار نعیم احمد تربیلہ ڈیم

۲۔ اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۳۰ $\frac{9}{68}$ بروز پیر رات گیارہ بجے اپنے فضل سے خاکسار کو ایک بچی عطا فرمائی ہے۔ حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر نے بچی کا نام صبیحہ بیگم تجویز فرمایا ہے۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ نومولودہ کو صحت و سلامتی اور درازی عمر بخشے اور خادمۂ دین بنائے خاکسار ذو الفقار احمد۔ ٹی سٹال قادیان

اداریہ .... بقیہ صفحہ نمبر ۲

اور ہمدردی کے جذبہ سے ملک کی ان دونوں بڑی قوموں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:۔

”یہ بات کسی سے پوشیدہ نہیں کہ اتفاق ایک ایسی چیز ہے کہ وہ بلائیں جو کسی طرح دُور نہیں ہو سکتیں اور وہ مشکلات جو کسی تدبیر سے حل نہیں ہو سکتیں وہ اتفاق سے حل ہو جاتی ہیں۔ پس ایک عقلمند سے بعید ہے کہ اتفاق کی برکتوں سے اپنے تئیں محروم رکھے۔ ہندو اور مسلمان اس ملک میں دو ایسی قومیں ہیں کہ یہ خیال محال ہے کہ کسی وقت مثلاً ہندو جمع ہو کر مسلمانوں کو اس ملک سے باہر نکال دیں گے۔ یا مسلمان اکٹھے ہو کر ہندوؤں کو جلاوطن کر دیں گے۔ بلکہ اب تو ہندو مسلمانوں کا باہم چولی دامن کا ساتھ ہو رہا ہے اگر ایک پر کوئی تباہی آوے تو دوسرا بھی اس میں شریک ہو جائیگا۔ اور اگر ایک قوم دوسری قوم کو محض اپنے نفسانی تکبر اور شیخت سے حقیر کرنا چاہے گی تو وہ بھی داغِ حقارت سے نہیں بچے گی۔ اور کوئی اُن میں سے اپنے پڑوسی کی ہمدردی سے قاصر رہے گا تو اس کا نقصان وہ آپ بھی اُٹھائے گا۔ جو شخص تم دونوں قوموں میں سے دوسری قوم کی تباہی کی فکر میں ہے اس کی اس شخص کی مثال ہے کہ جو ایک شاخ پر بیٹھ کر اسی کو کاٹتا ہے۔

آپ لوگ بفضلہٖ تعالیٰ تعلیم یافتہ بھی ہو گئے اب کینوں کو چھوڑ کر محبت میں ترقی کرنا زیبا ہے۔ اور بے مہری کو چھوڑ کر ہمدردی اختیار کرنا آپ کی عقلمندی کے مناسب حال ہے۔ دُنیا کی مشکلات بھی ایک ریگستان کا سفر ہے جو عین گرمی اور تمازتِ آفتاب کے وقت کیا جاتا ہے۔ پس اس دشوار گزار راہ کے لئے باہمی اتفاق اس سرد پانی کی ضرورت ہے جو اس جلتی ہوئی آگ کو ٹھنڈی کر دے۔ اور نیز پیاس کے وقت مرنے سے بچا وے۔

ایسے نازک وقت میں یہ راقم آپ کو صلح کے لئے بلاتا ہے جب کہ دونوں کو صلح کی بہت ضرورت ہے۔ دُنیا پر طرح طرح کے ابتلا نازل ہو رہے ہیں۔ زلزلے آ رہے ہیں۔ قحط پڑ رہا ہے اور طاعون نے بھی ابھی پیچھا نہیں چھوڑا۔ اور جو کچھ خدا نے مجھے خبر دی ہے وہ بھی یہی ہے کہ اگر دُنیا اپنی بدعملی سے باز نہیں آئے گی اور بُرے کاموں سے توبہ نہیں کرے گی تو دُنیا پر سخت سخت بلائیں آئیں گی۔ اور ایک بلا ابھی بس نہیں کرے گی کہ دُوسری بلا ظاہر ہو جائے گی۔ آخر انسان نہایت تنگ ہو جائیں گے کہ یہ کیا ہونے والا ہے اور بہتیرے مُصیبتوں کے بیچ میں آکر دیوانوں کی طرح ہو جائیں گے۔

سو اے ہموطن بھائیو! قبل اس کے کہ وہ دن آویں ہوشیار ہو جاؤ۔ اور چاہیئے کہ ہندو مسلمان باہم صُلح کر لیں۔ اور جس قوم میں کوئی زیادتی ہے جو وہ صلح کی مانع ہو اس زیادتی کو قوم چھوڑ دے ورنہ باہم عداوت کا تمام گناہ اُسی قوم کی گردن پر ہوگا۔“ (پیغامِ صُلح صفحہ ۷ تا ۹)

اس وقت ہم اُن تفصیلات میں جانا نہیں چاہتے جو اس برگزیدہ بندے کی بروقت اپیل پر عمل نہ کرنے کی صُورت میں ہمارے ملک کو اُن بھیانک حالات سے گزرنا پڑا۔ کیونکہ یہ سب تلخ حقائق ایک کُھلی کتاب کی طرح سب پر عیاں ہو چکے ہیں۔

ملک میں امن و سکون کی پائیدار فضا پیدا کرنے کی غرض سے جس طرح نصف صدی پہلے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے ہندو مسلم اتفاق اور صُلح کی مفید اور معقول تحریک پیش فرمائی اُس سے روشنی لیتے ہوئے جماعتِ احمدیہ نے خالص مذہبی نقطۂ نگاہ سے مُلکی مفاد کی خاطر ”سکھ مسلم اتحاد کا گلدستہ“ نامی کتاب بھی شائع کی۔ سیاسی پلیٹ فارم سے لگائے جانے والے مفاد پرستی کے خالی خُولی نعروں کی، اُن تحریکات اور تجاویز سے کیا نسبت جو باہمی اُلفت و محبت کے پاکیزہ رشتوں کو تقویت دینے کے لئے وقتاً بعد وقتٍ پیش کی گئیں۔ ؎

چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک

یہ چند مثالیں ہندو مُسلم یا سکھ مسلم اتفاق و اتحاد کی بطور نمونہ لکھی گئی ہیں ورنہ حضرت

بانیٔ اسلام صلّی اللہ علیہ وسلم نے تو اس سے بھی اونچا آدرش دنیا کے سامنے پیش کیا اور فرمایا اَلْخَلْقُ عِيَالُ اللّٰهِ فَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَى اللّٰهِ مَنْ اَحْسَنَ اِلٰى عِيَالِهٖ ۔ ساری مخلوق خدا کا کنبہ ہے اس لئے خدا کی نگاہ میں سب سے زیادہ محبوب وہی ہے جو اس کے افرادِ کنبہ سے حُسنِ سلوک کرے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے تو تمام بنی نوعِ انسان کے اتحاد کا نعرہ ثابت ہوتا ہے۔

پس بھائیو! یاد رکھو رُوحانیت کی دنیا ہی جدا ہے اس کا سیاست کی پُر فریب دُنیا پر قیاس کرنا بہت بڑی بھُول ہے اور احمدیہ جماعت کی پُر خلوص مساعی کو سیاست کی طرف نسبت دینا بہت بڑا ظلم ہے ۔۔۔!!

—————(۲)—————

زیرِ نظر مقالہ میں دُوسری خاص بات جو بیان ہوئی اس میں بھی جماعتِ احمدیہ کو خواہ مخواہ گھسیٹنے کی کوشش کی گئی ہے۔ وہ مقالہ نویس کے اپنے الفاظ میں یہ ہے:۔

”گذشتہ مہینہ ہمارے سکھ بھائیوں نے مطالبہ کیا کہ سکھ مُسلم اتحاد کے پیشِ نظر پاکستان سرکار گوردوارہ ننکانہ صاحب کو ”VATICAN“ کا درجہ دے کر اس کا انتظام سکھوں کے سپرد کر دے تاکہ گورونانک شتابدی کے موقعہ پر سکھ مُسلم اتحاد کا ساری دُنیا میں خوب ڈھنڈورہ پیٹا جا سکے لیکن

وہی ہوتا ہے جو منظورِ خدا ہوتا ہے

پاکستان سرکار نے سکھوں کے اس مطالبہ کو ٹھکرا دیا۔“

اور آج ۱۱ر اگست کے ملاپ میں میں یہ خبر پڑھ کر حیران رہ گیا کہ

”پاکستان سرکار نے گوردوارہ ننکانہ صاحب پر زبردستی قبضہ کر لیا اور سکھ سیوا داروں کو وہاں سے باہر نکال دیا۔“

یعنی پاکستان سرکار نے سکھ مُسلم اتحاد کا ڈھونگ ختم کر دیا اور دُنیا کو بتا دیا کہ مُسلم سکھ بھائی بھائی کا نعرہ ایک سیاسی فراڈ تھا۔“

اوّل تو ۱۱ر اگست والی خبر کی تردید ہو چکی ہے کہ سکھ سیوا داروں کو نہیں نکالا گیا۔ دُوسرے یہ ساری کارروائی حکومتِ پاکستان کی ہے جس کی اپنی سیاست ہے۔ قادیانی احمدیوں کا اس سے کوئی تعلق واسطہ نہیں۔ اس لئے قادیانی احمدیوں کی نسبت کسی طرح کا شکوہ شکایت محض بے جوڑ سی بات ہے۔ آگے چل کر احمدیہ جماعت کے بارہ میں مقالہ نویس لکھتے ہیں:۔

”قادیانی جماعت بڑی بارسُوخ جماعت ہے مسلمانوں میں بھی بہت مقبُول ہے اگر یہ جماعت امداد کرے تو کوئی وجہ نہیں کہ سکھ بھائیوں کا جائز مطالبہ قبُول نہ ہو۔“

ہم حیران ہیں کہ فاضل مضمون نگار کی جماعتِ احمدیہ کے بارے میں بارسُوخ اور بے رسُوخ ہونے کی کونسی بات زیادہ درست سمجھی جائے۔ آیا وہ جو ابھی بیان ہوئی یا وہ جس کا ذکر مضمون کے پہلے حصہ میں موصوف نے بایں الفاظ فرمایا:۔

”بیچارے قادیانی ہزار ہاتھ پاؤں ماریں اُن کی ہستی ہی کیا ہے اور اُن کا پاکستان میں رسُوخ ہی کیا ہے۔“

علاوہ ازیں عامۃ المسلمین میں احمدیوں کی شدید مخالفت ایک مسلّمہ حقیقت ہے۔۔۔ نیز جیسا کہ ہم اچھی طرح واضح کر چکے ہیں احمدیہ جماعت تو ایک خالص دینی اور مذہبی جماعت ہے جس کا نہ یہاں نہ وہاں سیاست میں کوئی دخل ہی نہیں اور یہ معاملہ تو خالص سیاسی نوعیت کا ہے اور

رموزِ سلطنت خویش خسرواں دانند

اس بارے میں سیاسی لوگ ہی صحیح رائے رکھتے ہیں۔ قادیانی احمدیوں کو معذور خیال کیا جانا چاہیئے سیاست سیاسی لوگوں کے لئے مبارک ہو۔ مذہبی خیالات کے حامی ہونے کے لحاظ سے ہماری تو دلی خواہش یہی ہے کہ ”مذہبی مقامات“ جہاں کہیں بھی ہوں اُن کی زیارت کرنے، اُن تک آنے جانے میں کسی پر کوئی روک نہیں ہونی چاہیئے۔ تا ہر عقیدتمند اپنے مذہبی مقام میں پہنچ کر آزادی کے ساتھ رُوحانی سکون حاصل کر سکے!! اِدھر گوردوارہ ننکانہ صاحب کی زیارت کے سلسلہ میں سکھ بھائیوں کو پوری سہولت حاصل ہو اور اُدھر اجمیر شریف، سرہند شریف، مزار حضرت نظام الدین اولیاءؒ اور قادیان شریف کی زیارت کیلئے آسانی ہو!!

شاہجہانپور میں صوبائی کانفرنس

بتاریخ ۴-۵ نبوت ۱۳۴۷ ہجری شمسی مطابق ۴-۵ نومبر ۱۹۶۸ء

کانفرنس میں مستورات کا علیحدہ اجلاس بھی ہوگا۔ جماعتیں مستورات کو بھی ہمراہ لائیں

صوبہ اُتر پردیش (یوپی) کی جماعتوں اور احباب کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ شاہجہانپور میں احمدیہ صوبائی کانفرنس ۴-۵ نبوت ۱۳۴۷ ہجری شمسی مطابق ۴-۵ نومبر ۱۹۶۸ء کی تاریخوں میں منعقد ہوگی۔ صوبائی کانفرنس کے انعقاد کے لئے جماعت احمدیہ شاہجہانپور ابھی سے انتظام شروع کر رہی ہے۔ مرکز کی طرف سے اس کانفرنس میں علمائے کرام شرکت فرمائیں گے۔

مکرم ڈاکٹر محمد عابد صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ اس کانفرنس میں مستورات کا علیحدہ اجلاس بھی ہوگا اس لئے تمام یوپی کی جماعتوں سے مستورات بھی اس کانفرنس میں تشریف لائیں۔ کانفرنس میں شرکت فرمانے والے احباب و مستورات کے قیام و طعام کا انتظام جماعت شاہجہانپور کی طرف سے ہوگا۔

احباب جماعتہائے احمدیہ اُتر پردیش (یوپی) سے درخواست ہے کہ ان تاریخوں میں صوبائی کانفرنس میں زیادہ سے زیادہ تعداد میں شرکت فرما کر اسے کامیاب بنائیں۔

جماعتیں اس کانفرنس کے سلسلہ میں خط و کتابت مندرجہ ذیل پتہ پر کریں:
مکرم ڈاکٹر محمد عابد صاحب قریشی۔ احمدی اینڈ کو۔ محلہ بہادر گنج۔ شاہجہانپور

Dr. Mohammad Abid Sahib Qureshi,
Ahmadi & Co. Mohalla Bahadur Ganj,
SHAHJAHANPUR (U.P.)

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

تبلیغی و تربیتی دورہ وادی کشمیر

مورخہ ۲۰ جولائی کو شروع ہو کر مورخہ ۲۵ ستمبر کو بخیر و خوبی ختم ہوگیا فالحمد للہ علیٰ ذالک

نظارت دعوۃ و تبلیغ قادیان نے اس سال بھی کشمیر میں تبلیغی و تربیتی دورہ کے لئے پروگرام مرتب کیا تھا۔ مرکزی علمائے کرام کا وفد مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل مبلغ کشمیر۔ مکرم مولوی حکیم محمد دین صاحب مبلغ بنگلور۔ مکرم مولوی عبدالحق صاحب فاضل مبلغ مظفرپور۔ مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم مبلغ ساندھن۔ مکرم مولوی محمد عبداللہ صاحب فرخ فاضل پر مشتمل تھا۔ وقف عارضی کے تحت قریشی عبدالقادر صاحب اعوان درویش بھی وفد کے ہمراہ پورے دورہ میں رہے۔ وفد مورخہ ۲۰ جولائی کو قادیان سے روانہ ہوا۔ مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل مبلغ کشمیر اس وفد کے امیر مقرر کئے گئے تھے وہ سرینگر سے جموں پہنچ کر وفد کا انتظار فرما رہے تھے۔ انہوں نے اراکین وفد کو ریسیو کیا اور مورخہ ۲۱ جولائی کو وفد تبلیغی و تربیتی دورہ پر جموں سے روانہ ہو کر بھدرواہ پہنچا۔ اور بھدرواہ۔ کشتواڑ۔ ڈوڈہ میں تبلیغی و تربیتی جلسے منعقد کئے۔ چند روز اس علاقہ میں کیمپ رکھنے کے بعد وفد بھدرواہ سے سرینگر پہنچا۔ جہاں وقف عارضی کے انتظام کے تحت ایک درجن سے زائد دوست (بعض مولوی فاضل اور باقی مدرسہ احمدیہ کے طلباء) پہنچ چکے ہوئے تھے۔ سرینگر میں وفد اور وقف عارضی کے مبلغین و متعلمین کو گروپوں میں تقسیم کر کے مختلف علاقوں میں متعین کر دیا گیا۔ اور ان علاقوں میں پبلک جلسوں و مختلف طریقوں سے عوام و خواص تک اسلام و احمدیت کا پیغام پہنچایا گیا۔ اور جہاں جہاں جماعتیں پائی جاتی ہیں ان کی تنظیم۔ تربیت و اصلاح کی طرف بھی خاص توجہ دی گئی۔ دو ماہ سے زائد عرصہ تبلیغی و تربیتی دورہ کا پروگرام بروئے کار لانے کے بعد اراکین وفد بخیریت و عافیت مورخہ ۲۵ ستمبر کو قادیان واپس پہنچ گئے

۲۶ ستمبر کو تبلیغی و تربیتی دورہ سے واپسی پر اراکین وفد اور وقف عارضی کے معلمین کے لئے نظارت دعوۃ و تبلیغ کی طرف سے عصرانہ کا مہمان خانہ میں اہتمام کیا گیا۔ جس کا انتظام مکرم افسر صاحب لنگر خانہ نے فرمایا۔ اس تقریب میں ممبران صدر انجمن احمدیہ و بعض دوسرے احباب کو بھی مدعو کیا گیا تھا

۲۶ ستمبر کی شب کو بعد نماز عشاء مکرم حکیم محمد دین صاحب مبلغ بنگلور ممبر وفد نے تبلیغی و تربیتی دورہ کے حالات و تأثرات بیان فرمائے جو ایمان افروز اور دلچسپ تھے۔ جس سے حاضرین مجلس مستفید ہوئے۔

احباب کی خدمت میں درخواست ہے کہ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ اس دورہ کے بہتر نتائج ظاہر فرمائے۔ اس علاقہ میں اسلام و احمدیت کو فروغ حاصل ہو اور جماعتوں میں بیداری پیدا ہو۔ جن مبلغین و معلمین نے اس تبلیغی و تربیتی دورہ میں شمولیت اختیار کی اور جن جماعتوں اور احباب نے اس دورہ کو کامیاب بنانے کے لئے اپنا مقدور بھر تعاون دیا اُن سب کو بھی اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے۔ نظارت ان سب کا شکریہ ادا کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو صحت و سلامتی سے رکھے۔ دینی و دنیاوی ترقیات عطا فرمائے اور خیر و برکت سے حصۂ وافر عطا کرے۔ اور سب کا حامی و ناصر ہو آمین۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

اعلانِ دعا

مکرم بشیر الدین صاحب بھاگلپوری ربوہ سے اطلاع دیتے ہیں کہ وہ احباب کی دعاؤں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے شفا پاکر واپس ربوہ پہنچ چکے ہیں اور سب دوستوں کا شکریہ ادا فرماتے ہیں جنہوں نے ان کی شفایابی کے لئے دعائیں فرمائیں احباب دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ بیماری کے اثرات بھی زائل فرمائے اور جملہ عوارض سے محفوظ رکھے۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان